دوسرا ایڈیشن
وجد اور تواجد
کیا؟
کیوں؟
کیسے؟
کب سے؟
قرآن، حدیث، فقہا، علماء اور صوفیاء کے اقوال و واقعات
کی روشنی میں
تالیف! محمد صدیق طاہری
سعادت اشاعت محمد عمران طاہری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمی دانم کہ آخر چوں دمِ دیدار می رقصم
مگر نازم بآں ذوقے کہ پیشِ یار می رقصم

وجد اور تواجد

کیا؟ کیوں؟ کیسے ؟ کب سے؟

قرآن ،حدیث ، فقہاء علماء اور صوفیاء کے اقوال و واقعات
کی روشنی میں ایک تحقیق

تالیف
محمد صدیق طاہری نقشبندی
المتعلم بالجامعة العليمية الاسلامية (اسلامک سینٹر)
Student of Aleemiyah Institute of Islamic Studies

ناشر
بخشی طاہری پبلشر کراچی

بفیضانِ نظر:۔ خواجہ محمد طاہر بخشی نقشبندی المعروف محبوب سجن سائیں مد ظلہ العالی

نام کتاب:۔ وجد اور تواجد کیا ؟ کیوں ؟ کیسے ؟ کب سے ؟

مؤلف:۔ محمد صدیق طاہری نقشبندی

پروف ریڈنگ:۔ محمد وسیم عباسی / عابد علی شیخ

کمپوزنگ ،ڈیزائننگ۔ محمد صدیق طاہری، حیدر طاہری

اشاعت اول:۔ مارچ 2012

اشاعت دوم:۔ صفر المظفر 1438 بمطابق نومبر 2016

سعادت اشاعت:۔ محمد عمران طاہری

تعداد:۔ 1000 (ایک ہزار)

ناشر:۔ بخشی طاہری پبلشر کراچی

☆کتاب حاصل کرنے کیلئے☆

درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز سندھ	المرکز اصلاح المسلمین ٹول پلازہ کراچی
مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی نزد عسکری پارک کراچی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار کراچی
محمد صدیق طاہری 0307.2985450 (کراچی)	محمد عمران طاہری 0321.8740476 (کراچی)
طاہر الحسن غزالی طاہری 0321.4589918 (لاہور)	بلال حسین طاہری 0346.5735533 (راولپنڈی)
جمشید خالد طاہری 0346.6770948 (سیالکوٹ)	محمد تیمور طاہری 0334.2662478 (حیدر آباد)
عبد الرؤف طاہری 0302.2182945 (حب چوکی)	عبد الواحد طاہری 0345.3410853 (اوتھل)
www.Maktabah.org	Google.com/ wajd tawajud

فہرست

انتساب

محبوب حقیقی اللہ رب کریم، رسول مکرم ﷺ اور مرشد کامل کی محبت میں وجد اور تواجد کرنے والوں کے نام جو کہ ہمہ وقت محبوب حقیقی کو راضی کرنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے، ہیں اور رہیں گے

اور

بڑے بھائی مرحوم محمد عاشق طاہری کے نام جن سے بہت کچھ نہ سیکھ سکا۔

محمد صدیق طاہری غفرلہ

تجھے مجنوں بلالِ عاشقِ صادق سے کیا نسبت
تو دیوانہ ہے لیلیٰ کا وہ پروانہ محمد (ﷺ) کا

نمی دانم کہ آخر چوں دمِ دیدار می رقصم
مگر نازم بآں ذوقے کہ پیشِ یار می رقصم

(ترجمہ اوربقیہ اشعار صفحہ 81 پرملاحظہ فرمائیں)

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی !
(اقبال)

اشاعت دوم (2nd Edition)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد اللہ اس کتاب کی اشاعت دوم ہونے کو ہے، بڑی خوشی اور مسرت ہورہی ہے۔ آج سے تقریباً چار سال قبل مارچ 2012 میں یہ کتاب شائع ہوئی تھی۔اس وقت چند احباب کے اعتراضات کے نتیجے میں، بڑے ہی عجیب انداز اور مختصر وقت میں اس کتاب کو مرتب کیا تھا، آج بھی غور کرتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ یہ سب کیسے ہوگیا۔حالانکہ میں اس وقت اسلامک سینٹر میں فرسٹ ائیر کا طالب علم تھا۔یقیناً یہ اللہ رب کریم کے فضل وکرم، سرور کونین علیہ السلام کے فیضان نظر، مرشد مربی کی نظر عنایت، والدین اور اساتذہ کی تربیت اور دعاؤں سے ہی ممکن ہوا تھا اور آج بھی الحمد للہ انہی کے طفیل ہر میدان میں کامیابی نصیب ہوتی ہے اور ہوتی رہے گی۔ انشاء اللہ

اُس وقت یہ پہلا تجربہ تھا لہذا کتاب کی ترتیب اور طرز بیان میں کافی خامیاں رہ گئی تھیں، جن پر بعض حضرات نے اعتراضات بھی کئے لیکن دوسری جانب اکثر احباب نے اصلاح فرمائی تھی اور دومرتبہ انعامات سے بھی نوازا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑے ہی عرصے میں ذکر قلبی کے موضوع پر ایک جامع اور مدلل کتاب تالیف کی جو کہ بہت مقبول ہوئی اور اس کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ لہذا عمران طاہری صاحب نے اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن کی طرف بھی توجہ دلائی۔

اِس دوسرے ایڈیشن میں جدید انداز تحریر کے ساتھ ساتھ دلائل کو مزید واضح اور آسان کر دیا گیا ہے تاکہ ہر خاص وعام استفادہ کر سکے۔ کچھ دلائل کا اضافہ کیا گیا ہے ساتھ ہی بعض غیر ضروری باتیں نکال دی گئی ہیں۔ اس کتاب کو موجودہ ترتیب میں لانے کے لئے چند راتیں بھی وقف کرنی پڑیں ہیں، تب جاکر یہ کٹھن کام تکمیل کو پہنچا ہے اور آج بھی رات کے تقریباً پونے تین (2:45am) بج رہے ہیں۔ اللہ رب العزت اس سعی کو اپنی باگاہ میں قبول فرمائے۔(آمین)

(از مولف)

23/12/2015

کچھ اس کتاب کے بارے میں

بچپن سے ہی بہت ساری دینی محافل جیسے عرس مبارک اور محفل نعت خوانی وغیرہ میں فقراء پر وجد (Trance) اور تواجد کی حالت دیکھنی نصیب ہوئی لیکن اُس وقت یہ حالت عاجز کو عجیب لگتی تھی خصوصاً جو لوگ تواجد یعنی جان بوجھ کر رقص کرتے تھے یہ تو بہت ہی عجیب (Astounding) لگتا تھا۔ وجد کے حق میں صوفیاء کے کافی ارشادات اور واقعات تو سن رکھے تھے لیکن پھر بھی اس بارے میں تحقیق (Research) کرنے کا شوق پیدا ہو ا کہ شریعت اور طریقت میں اس کی کہاں تک گنجائش ہے۔اسی دوران ایک دن علامہ نذیر احمد مگسی طاہری صاحب کا خطاب سننے کا اتفاق ہوا، جس میں انھوں نے وجد کو دلائل سے ثابت کیا ۔خطاب سننے کے بعد تو جستجو(Eagerness) اور زیادہ بڑھ گئی۔کیونکہ کافی عرصے سے بہت سارے احباب وجد اور تواجد کے بارے میں سوالات اور اعتراضات(Objections) بھی کررہے تھے اس کے علاوہ کچھ اور وجوہات بھی تھیں ۔ تو عاجز کو خیال آیا کہ جب یہ وجد اور تواجد اتنے دلائل سے ثابت ہے توکیوں نہ اس کو ایک مختصر سی کتابی شکل میں سامنے لایا جائے۔لہذا تلاش شروع کردی، اسی دوران اس موضوع پر چند کتابیں اتفاقاً نظرسے گزریں پھر ان کتابوں میں جو دلائل دیئے گئے تھے اُن کو اصل کتابوں میں تلاش کرنے (Retrace) کا کام شروع کیا ،جس میں کافی مشکلات بھی ہوئیں مگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے نہ صرف وہ دلائل ملے بلکہ مزید دلائل اور واقعات ملتے ہی چلے گئے کچھ کتابیں نہ مل سکیں مگر ان کے علاوہ مزید کچھ اور کتابیں مل گئیں اور پھر مختلف علماء کرام سے اس موضوع پر بات چیت بھی ہوتی رہی ایک علامہ صاحب نے تو فرمایا کہ اس پر اتنے دلائل اور واقعات ہیں کہ جس سے ایک ضخیم کتاب ترتیب دی جاسکتی ہے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ و سلسلہ چشتیہ کے ان خوش نصیبوں سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا جن پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے ۔ اوران سے اس بارے میں معلومات

حاصل ہوئیں۔ اس کے علاوہ انٹر نیٹ (Internet) سے بھی استفادہ کیا نیز والد محترم بھی حوصلہ افزائی فرماتے رہے جن کی حوصلہ افزائی فرمانے سے اب یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔اس کتاب میں مختصراً وجد اور تواجد کے اثبات پر دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ مثلاً قرآن اور احادیث کے ساتھ ساتھ جید علماء کرام وصوفیاء کے اقوال اور واقعات مختصر انداز میں تحریر کئے گئے ہیں اور ساتھ ساتھ دور حاضر کے علماء کے ارشادات بھی شامل کئے گئے ہیں اور عاجز شکر گزار ہے محمد عدنان راجپر ،عبد الغفار لاسی ،خیر محمد صاحب اور خصوصاً محترم وسیم عباسی صاحب اور محمد عمران طاہری صاحب کا جنہوں نے اس کتاب کی تیاری (Preparation)میں مختلف حوالوں سے عاجز کی معاونت او ر رہنمائی فرمائی بالخصوص جن علماء کرام نے اس موضوع کے بارے میں عاجز کی راہنمائی فرمائی اور اپنے خوبصورت تاثرات سے نوازا اللہ رب العزت ان تمام کوجزاء خیر عطا فرمائے اورتمام پڑھنے والوں خصوصاً اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ اس کتاب میں اگر کہیں بھی کسی حوالے سے کوئی غلطی نظر سے گزرے تو نشان دہی فرمایئے گا تاکہ تصحیح کی جاسکے نیز اگر آپ کے پاس اس موضوع پر مواد ہو تومطلع کیجئے گا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی کامل محبت و اطاعت عطا فرمائے اور ہم سب کے علم ،عمل،اخلاص اور للٰہیت میں اضافہ فرمائے۔(آمین)

طالب دعا!

محمد صدیق طاہری بن علامہ خلیفہ محمد مشتاق بخشی طاہری مد ظلہ العالی

0307.2985450

SiddiqueTahiri786@gmail.com

Facebook.com/Muhammad Siddique Tahiri

تقریظ

استاذ العلماء محقق دوراں حضرت علامہ قبلہ شاہ حسین گردیزی صاحب مد ظلہ العالی
(مہتمم دارالعلوم مہریہ گلشن اقبال کراچی)

حضرات صوفیاء کرام کے بعض اعمال پر بعض ظاہر بین اعتراض کرتے ہیں اور ان کا مقصد نہ تو تحقیق ہوتا ہے اور نہ ہی اصلاح بس دل کا غبار نکالنا ہوتا ہے۔وجد کا مسئلہ ان ہی مسائل میں سے ہے ۔حالانکہ وجد اپنے اختیار میں نہیں ہوتا ایک کیفیت طاری ہوتی ہے اور اس دوران اس آدمی سے حرکات کا صدور ہوتا رہتا ہے اور سلوک کے دوران شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ پر بھی ایسی کیفیات آتی رہتی تھیں۔حضرات صوفیاء کرام نے ہر دور میں اس موضوع پر قلم فرسائی کی ہے ۔حضرت ابو نصر سراج رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب اللمع میں اس پر سیر حاصل بحث کی ہے ۔محترم محمد صدیق نقشبندی صاحب جو ہنوز طلب علم میں مشغول ہیں انہیں اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس موضوع پر لکھا جائے سو انہوں نے لکھا اور بہت عمدہ لکھا ۔میں نے چیدہ چیدہ مقامات سے اس کتاب کو دیکھا ہے اور عوام الناس کیلئے مفید پایا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی جمیل کو قبول فرمائے اور انہیں مسلسل لکھتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

شاہ حسین گردیزی
دارالعلوم مہریہ گلشن اقبال کراچی

تقریظ

استاذ العلماء شیخ الحدیث و التفسیر حضرت علامہ **حبیب الرحمٰن گبول** طاہری صاحب مدظلہ العالی

(شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ عربیہ غفاریہ اللہ آباد شریف کنڈیارو)

حامداً ومصلیا و مسلما۔اما بعد،وجد و تواجد سے کسی شخص کی وہ حرکات و سکنات مراد ہیں جو عام حالات میں اس سے صادر نہیں ہوتیں۔خواہ وہ کیفیت کسی مخصوص وقت میں محدود مدت کیلئے بے اختیار صادر ہوئی ہویا کسی وقفہ پر اسکے ذریعے اپنی خوشی کا اظہار کیا گیا ہو ۔یہ دونوں صورتیں جائز و مباح ہیں اور ہر مذہب ومسلک میں کسی نہ کسی طرح اسکا وجود باقی رہتا ہے ۔البتہ جان بوجھ کر با اختیار بلا مقصدِ مفیدہ محض دکھاوے کیلئے یا اپنے آپ کو صاحب وجد و حال ثابت کرنے کیلئے یا کسی بھی اور دنیوی مقصد کیلئے ایسا کرنا جائز نہیں ۔طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم قائد حضرت اما م ربانی مجد د الف ثانی قدس سرہ نے بجا طور پر اپنی متعدد مکتوبات شریفہ میں ایسے نقلی وجد کی مذمت کی ہے۔محترم محمد صدیق صاحب سلمہ جوکہ میرے پرانے اور مخلص دوست ،واعظ خوش حال ،عالم باعمل مولاناخلیفہ محمد مشتاق صاحب کے فرزند ہیں اور اسلامک سینٹر میں زیر تعلیم ہیں ۔ان کی اس اہم موضوع پر ایک اچھوتی تحریر آپکے سامنے ہے۔راقم الحروف نے مشت از نمونہ خروار ،اس کے چند صفحات ہی مطالعہ کئے ہیں۔ انداز بیان سلیس اور مدلل ہے۔امید ہے کہ ان کی یہ کتاب سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ طاہریہ کے عین مطابق اور اہل سنت وجماعت اوربالخصوص جماعت اصلاح المسلمین ،روحانی طلبہ جماعت اور تمام فقراء کیلئے کار آمد اور مفید ثابت ہوگی۔　　ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ خیر خلقہ سید نا محمد و اٰلہ و اصحابہ و سلم ۔

رقمہ:فقیر حبیب الرحمٰن گبول طاہری

در گاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو سندھ

12/2/2012

تقریظ

استاد محترم حضرت علامہ مولانا پروفیسر عابد علی سیفی نقشبندی صاحب مدظلہ العالی

(استاد الجامعۃ العلیمیۃ الاسلامیۃ، اسلامک سینٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ اس نے حضرت انسان کو اپنی محبت خاص سے سرفراز فرمایااور اسے اپنی ملاقات کا اشتیاق دلاکر اپنی طرف متوجہ فرمایا تاکہ وہ باطل الہٰوں اور معشوقان مجازی سے منہ موڑ کر الہ حقیقی وحدہ لاشریکہ اور محبوب حقیقی جلّ وعلا کی طلب میں بوسیلہ محبوب رب کائنات محمد ﷺ مشغول رہے ۔اسی طلب کے دوران وہ اپنے اندر بعض کیفیات اور حالات کو محسوس کرتا ہے اور انھیں اپنے ذوق کے مطابق پالیتا ہے ۔ان حالات اور کیفیات(جو طلب حق کے دوران ان پر وارد ہوتی ہیں)کو وجد سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔وجد ایک اچھی ،پرکیف اور بابرکت حالت ہے ،جو اولیاء کرام کی صفات میں سے ہے ۔وجد کی تعریف کرتے ہوئے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الوجد وارد حق یزعج القلوب الی الحق(احیاء العلوم)یعنی وجد اللہ تعالی کی طرف سے ایک ایسی کیفیت و حالت ہے جو دلوں کو اسکی طرف مائل کرتی ہے ۔حضرت اما م غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتا ب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ الوجد الحق ینشاء من فرط حب اللہ وصدق ارادتہ وشوق الی اللقاء یعنی وجد (حقیقی)اللہ تعالیٰ سے محبت کامل سچی ارادت اور اسکی ملاقات کے شوق کی وجہ سے پیدا ہونے والی حالت و کیفیت ہے اور حضرت عمربن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ نے تو بات ہی ختم کردی فرماتے ہیں کہ لایقع علی الکیفیۃ الوجد عبارۃ لانہ سر اللہ عند عباد المومنین الموقنین یعنی وجد ایسی حالت شریفہ ہے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتااس لئے کہ یہ اللہ اور اسکے کامل مومن بندوں کے درمیان راز ہے ۔لہذا خوش بخت ہیں وہ لوگ جنہیں حقیقی وجد کی گراں

بہا دولت میسر ہے ،انھیں اس کی حفاظت کرنی چاہیے اور منکرین سے اعراض ہی برتنا چاہیے۔

وجد کے ساتھ تواجد بھی پایا جاتا ہے،جس کا مطلب از خود وجد کی حالت کو طاری کرنے کی کوشش کرنا ہے ۔یہ دو احتمال رکھتا ہے ۔ محمود و مذموم اگر حسن نیت اور اہل اللہ سے مشابہت اور ذکر اللہ کیلئے اور چست رہنے کے لئے ہو تو محمود ہے ۔ومن تشبہ بقوم فھو منہ میں داخل ہے اور دکھاوے کیلئے یا اہل اللہ سے استہزاء کی غرض سے ہو تو مذموم ہے بلکہ نہایت ہی برا ہے کہ ریاکاری حرام ہے اور استہزاء کرنا اہل اللہ سے، اسلام سے نہایت سنگین جرم و گناہ ہے جو کفر تک لے جاتا ہے (نجانا اللہ منہ)اور اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔

مؤلفِ رسالہ جامعہ علیمیہ اسلامیہ کے ہونہار طالب علم ہیں یہ ان کی ایک اچھی کاوش ہے ،جس میں یقیناًموضوع کے اعتبار سے کمی بیشی ممکن ہے ۔بہر کیف اللہ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے اور اولیاء کرام کے فیوض و برکات سے مالا مال فرما کر ان کے ایمان ،علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔آمین بحرمۃ النبی الامین الکریم ﷺ

از قلم خاکپائے درحبیب ﷺ

فقیر عابد علی سیفی نقشبندی مجددی عفی عنہ

٦ربیع الاول ١٤٣٣ھ 30جنوری2012ء

تقریظ

حضرت مولانا مفتی **نذیر احمد مگسی** صاحب

(امام وخطیب جامع مسجد ابو بکر صدیق وندر ضلع لسبیلہ)

الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی اٰلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد

آج کل مختلف علوم پر تحقیقات ہو رہی ہیں مگر تصوف اور صوفیاء کے بارے میں بہت ہی کم کام ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے صوفیاء کے افعال و اقوال پر اعتراضات ہو رہے ہیں اور تصوف سے لاعلمی کی وجہ سے بہت سے اہل علم حضرات بھی ان اعتراضات میں شامل ہو جاتے ہیں۔

الحمد للہ محمد صدیق صاحب نے صوفیاء کے وجد اور تواجد پر قلم اٹھایا ہے ۔امید ہے کہ اس سے صوفیاء کے وجد اور تواجد پر اٹھنے والے اعتراضات بھی تھم جائینگے اور صوفیاء کرام کے وجد سے عوام الناس بھی واقف ہو جائے گی۔اللہ تعالیٰ مؤلف رسالہ کے علم اور فہم میں اضافہ فرمائے (آمین)

خادم صوفیاء کرام

مولانا نذیر احمد مگسی طاہری

3 مارچ 2012ء

تقریظ

ڈاکٹر **عبدالمالک کاشف** صاحب

(بی،اے آرنرز (نفسیات)۔ایم۔اے(اسلامیات)(ڈی ،ایچ،ایم،ایس۔آر،ایچ،ایم ،پی)

یہ خاکسار وعاجز سلسلہ چشتیہ سے وابستہ ہے۔بچپن سے اہل اللہ کی صحبت ،علماء کرام کی مجالس اور نعت خوانی و منقبت وسماع کی محافل میں شرکت کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ان محافل میں بہت کچھ دیکھا ۔اہل وجد اور تواجد کو قریب سے دیکھا بعض پر ظاہری بناوٹ اور نقل نظر آئی اور بعض لوگوں پر حقیقی وجد اور تواجد کی کیفیت دیکھنی نصیب ہوئی جس میں ان سے مختلف حرکات صادر ہوتی ہوئی دکھائی دیں۔میرے ایک عزیز دوست پر بھی یہ کیفیت طاری ہوتی ہے ان سے بھی اس کیفیت کے بارے میں گفتگو کی ہے۔انھوں نے بتایا کہ ہوتا یوں ہے کہ کسی خاص جملے پر غور کرنے پر دماغ سے ایک لہر کرنٹ کی طرح پورے جسم میں سرایت کرجاتی ہے پھر میں بے اختیار ہوجاتا ہوں اور اپنے اوپر قابو نہیں رہتا۔

اصل میں اسلام دین فطرت ہے انسان بھی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔یہ کائنات بھی فطرت پر پیدا کی گئی ہے۔انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے ۔اس میں عقل وشعور،ارادہ،احساسات و جذبات پائے جاتے ہیں لہذا انسان کا اس کائنات میں کسی بھی چیز سے متاثر ہونا فطری عمل ہے۔مثلاًقدرتی مناظر ،سمندر،دریا،ندی،چشمے وآبشار اسی طرح جنگل اور ہرے بھرے لہلہاتے سبزے،برف پوش پہاڑوں کا دیکھنااسی طرح رنگ برنگے اور مختلف نمونوں کے درخت ،پتے،پھل اور پھولوں کا دیکھنااسی طرح مختلف قسم کے جانور ،خوبصورت پرندے اور ان کی طرح طرح کی بولیاں اور رسیلے نغموں کا سنننااسی طرح آسمان ،سورج،چاند،تارے ،کہکشاں اور قوس و قزح کا دیکھنا۔یہ سب چیزیں انسان کو متاثر کرتی ہیں۔اندر سے اس کے جذبات واحساسات کوانگیخت کرتی ہیں۔جو عمل پذیر ہو کر مختلف حرکات وسکنات وکیفیات میں ظاہر ہوتی ہیں۔انسان ان سے متاثر ہوکر کبھی روتا ہے ،کبھی مسکراتاہے ،کبھی چیختا ہے اور اور کبھی حیران و

ششدر رہ جاتا ہے کبھی ساکت اور جامد ہوجاتا ہے اور کبھی مختلف حرکات کرنے لگتا ہے۔وجد و حال میں انسان پر وہ سب حالتیں اور کیفیات طاری ہوتی ہیں جو کائنات میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں۔لیکن یہ حرکات و سکنات اللہ کی رضا وخوشنودی کیلئے ہوں ،اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی معرفت و رسائی کیلئے ہوں تو یہ اچھی ،محمود، مستحسن، قابل ستائش و قابل قدر ہیں اور نجات کا باعث ہیں اور اگر نفسانی خواہشات اور انا کی تسکین اور ان کو پروان چڑھانے کیلئے ہوں تو یہی باعث رذالت و گمراہی ،ہلاکت وتباہی کا باعث ہیں۔

یہ سب کیفیات اس مثبت طاقت اور سوچ جو اللہ اور اس کی کائنات اور خود انسان کے اپنے اندرگہرے غور و فکر کا نتیجہ ہیں۔یہ حاصل ہوتی ہیں سچے عشق ،حقیقی محبت اور خلوص نیت،روحانی واخلاقی تربیت و تزکیہ نفس سے اور یہ حاصل ہوتی ہیں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اتباع ،اہل اللہ ،اہل حق ومعرفت کی صحبت و تربیت سے۔

عزیزی ومحترم محمد صدیق طاہری کی کتاب "وجد اور تواجد ،کیا؟کیوں؟ کیسے؟ اور کب سے؟" نظر سے گزری ۔محمد صدیق طاہری نے اہم اور نازک موضوع پر نقلی اور عقلی دلائل سے اختصار اورجامعیت کے ساتھ اس مختصر کتاب کی شکل میں اپنی تحقیق و جستجو کو طالبان حق و معرفت و سالکان راہ طریقت کی آگہی اور راہنمائی کیلئے پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے لئے ہدایت و معرفت حقیقی کا ذریعہ بنائے اور محمد صدیق طاہری کی اس مخلصانہ سعی و کاوش کو اپنی بارگاہ میں درجہ مقبولیت عطا فرمائے اور آپ کی علمی ،تحقیقی و تحریری صلاحیتوں میں اضافہ فرمائے ۔آمین بجاہ سید المرسلین و رحمۃ العلمین وشافع المذنبین ﷺ

خاکپائے غلامان محمد ﷺ وآل محمد ﷺ

ڈاکٹر عبد المالک کاشف

انچارج ہیلتھ سینٹر اسلامک سینٹر ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشنز

مقدمہ

وجد اور تواجد کیا ؟ کیوں ؟ کیسے ؟ کب سے ؟

اللہ رب العزت کیلئے تمام تعریفیں جو رب العالمین ہے اور بے شمار درود و سلام نبی کریم ﷺ پر جو رحمت للعالمین ہیں اور سلام ہو آپ ﷺ کی آل اور اصحاب پراور تمام ان بندوں پرجو یاد الہی میں مستغرق رہتے ہیں اور مختلف طریقوں سے محبوب حقیقی کو راضی کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔

وجد کی تعریف:۔

وجد(Ravishing/Trance) عربی زبان کا لفظ ہے جو وجد یجد باب ضرب یضرب سے ہے جس کے لغوی معنی ہیں ۔پانا(Get) ،حاصل کرنا(Gain)وغیرہ اور اصطلاحِ صوفیاء میں اس سے مراد ایک ایسی کیفیت ہے جو اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھنے سے بعض لوگوں پر طاری ہوتی ہے۔انسان حالت وجد میں بے خود (Intrance/Raptured)ہو جاتا ہے۔اس حالت میں انسان سے درجہ ذیل حرکات کا صدور ہوتا ہے۔

(1)پورے بدن پر کپکپی طاری ہونا(Tremble)

(2) دل کی دھڑکن کا تیز تیز حرکت کرنا۔(Vellicatetion of Palpitation)

(3) رقص کرنا ،ناچنا(Dance)

(4) رونا اور آنسوؤں کا بہنا(Lament/Maudlin/Weeping)

(5) کپڑے پھاڑنا۔(Tear of cloths)

(6) چیخنا ،چلانا۔(Bawl/Squeal/yell)

(7) دوڑنا ،اچھلنا۔(Scamper)

(8) بے ہوش ہونا(Delirium/Catalepsy)

(9) قلب اور روح کا وجد کرنا (Tranceing of Heart and Soul)

قلب اور روح کا وجد کرنا ہی سب سے بڑی خوش نصیبی ہے اور یہ وجد جلیل القدر اولیاء کرام کو نصیب ہوتا ہے۔بعض صوفیاء اس حالت کو وجود بھی کہتے ہیں۔اس حالت میں بندہ مومن بظاہر توکوئی حرکت کرتے ہوئے نظر نہیں آتالیکن باطنی طور پر اس حالت سے فیضیاب ہو رہا ہوتا ہے اور جو اوپر حالتیں بیان کی گئی ہیں وہ اس مرتبے تک پہنچنے کے ذرائع ہیں۔اوریہ کیفیات (Conditions)تلاوت قرآن پاک ،نعت رسول مقبول ﷺ ،ذکر اللہ اور مرشد کامل کی منقبت یا ان کے ارشادات سن کر طاری ہوتی ہیں۔ یہ کیفیات ہر شخص پر طاری نہیں ہوتیں بلکہ کچھ حضرات پر یہ کیفیات طاری ہوتی ہیں۔اس حالت کے دوران اِن حضرات کو اُن چیزوں کا مشاہدہ ہوتا ہے، جن کامشاہدہ (Observation)عام حالت میں ممکن نہیں ۔صرف انسانوں ہی پر یہ کیفیت طاری نہیں ہوتی بلکہ یہ پہاڑ ،سمندر ،نباتات ،جمادات ،ہوااور اللہ کی دوسری مخلوقات پر بھی وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے مگر ہمارے پاس وہ آنکھیں نہیں کہ ہم ان کا مشاہدہ کر سکیں۔وجد کو وہی شخص جان سکتا ہے جس نے اس کا مزہ (Taste)چکھا ہو ۔مثلاً جس شخص نے لیموں نہ چکھا ہو تو اسے کیا معلوم کہ لیموں کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے اور جس نے انجیر کو نہ دیکھا ہو تو اسے کیا معلوم کہ انجیر کس کو کہتے ہیں ۔اسی طرح وہ شخص کیا جانے کہ وجد کیا ہوتا ہے جس نے نہ تو اس کیفیت کا لطف اٹھایا ہو اور نہ ہی اس کا مشاہدہ کیا ہو۔

تواجد کی تعریف:۔

تواجد بھی عربی زبان کا لفظ ہے اور باب تفاعل سے تفاعل ،یتفاعل ،تفاعلاً کے وزن پر ہے ۔جس کے لغوی معنی ہیں۔خود جان بوجھ کر (Deliberately)رقص کرنایعنی ناچنا۔اسکی دو(2)اقسام ہیں۔

1. اولیاء اللہ اور نیک لوگوں کی مشابہت (Resemblance) کے لئے اچھی نیت سے تواجد کرنا یعنی رقص کرنا۔

جو کہ نہ صرف جائز بلکہ احسن، محمود اور بہت ہی اچھا ہے۔[1]

(2) ریا کاری اور لوگوں کو دکھانے (Hypocrite/Show off) کیلئے وجد اور تواجد یعنی رقص کرنا تاکہ لوگ اسے صاحب وجد خیال کریں، بزرگ سمجھیں یا تعریف کریں اسی طرح کسی کو تکلیف پہنچانے کی نیت سے الغرض کسی بھی دنیاوی مقصد کی تکمیل کیلئے تواجد کرنا۔

یہ ناجائز اور بہت ہی برا ہے اور یہ ریا کاری کے زمرے میں آتا ہے۔ ریا کاری تو نماز میں بھی جائز نہیں۔ اسی طرح شادی بیاہ یا گناہ کے کاموں میں مردوں اور عورتوں کا ایک ساتھ یا الگ الگ رقص کرنا، گانے وغیرہ سن کر Dance کرنا، ناچنا یہ بھی ناجائز ہے۔

علامہ اقبال کیا خوب فرماتے ہیں کہ

چھوڑ یورپ کیلئے رقص بدن کے خم و پیچ　　روح کے رقص میں ہے ضربِ کلیم الٰہی
صلہ اس رقص کا ہے تشنگی کام و دہن　　صلہ اس رقص کا درویشی و شہنشاہی(ضرب کلیم)

مگر بڑے افسوس کے ساتھ کہ آج کل ہماری نوجوان نسل اس میں بہت بری طرح مبتلا ہوتی جارہی ہے۔ کالجز اور یونیورسٹیز کا حال ہمارے سامنے ہے۔ لہٰذا اس برائی کو ختم کرنے کیلئے ہم سب کو مل کر کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ بہر کیف یہاں ہماری مراد حقیقی وجد اور تواجد ہے اور یہ کیفیت اور حالت آج کی کوئی نئی ایجاد یا بدعت (Innovation/Invention) نہیں بلکہ یہ تو بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم، صوفیاء، مفسرین، محدثین، فقہاء اور علماء ربانیین پر بھی طاری ہو تی رہی ہے اور بہت سارے

[1] (تفصیل آگے آنے والی ہے)

صوفیاء کرام ،مفسرین ،محدثین ،فقہاء اور علماء ربانیین نے اپنی کتابوں میں اس کے جواز پر کئی دلائل تحریر فرمائے ہیں اور جن علماء نے اسے ناجائز کہا ہے وہ متصوفہ کیلئے کہا ہے ۔ متصوفہ سے مراد وہ نقلی پیر اور صوفی جن کا شریعت (Islamic Law)اور طریقت (Spiritual Way)سے کوئی بھی تعلق نہ ہو(جو لوگوں کو بے وقوف بنا رہے ہوں جیسا کہ آج کل بھی ایسے کئی جعلی پیر ہیں جن کی وجہ سے حقیقی اولیاء اور پیروں سے بھی لوگ متنفر ہو رہے ہیں)اورجہاں تک بات ہے حقیقی صوفیاء اور پیروں کی تو انکے لئے اور انکے مریدوں کے لئے وجد اور تواجد جائز ہے۔

مگر آج کل بہت سارے لوگ حقیقی صوفیاء اور انکے مریدوں کے وجد اور تواجد پر ہنستے ،مذاق اڑاتے ،ملامت اور اعتراضات(Objections) کرتے ہیں اور منع (Forbid) بھی کرتے ہیں جبکہ حقیقی وجد اور تواجد کرنے والوں پر ہنسنا ،اعتراض یا منع کرنا جائز نہیں۔

یہاں ہمارا مقصد کسی پر تنقید (Criticize) کرنا ہر گز نہیں بلکہ حقیقی وجد اورتواجد کے بارے میں اصلاح(Reform) کرنا ہے۔اللہ کے کرم سے ہم وجد اور تواجد کو کئی دلائل سے ثابت کریں گے تاکہ جو احباب واقعی اس حوالے سے رہنمائی کے متلاشی ہیں وہ مطمئن ہو سکیں اور جہاں تک بات ہے نہ ماننے والوں کی تو انکے لئے ہزاروں دلائل بھی ناکافی ہوتے ہیں کیونکہ ان میں سے کچھ حسد(Envy) کی وجہ سے اور کچھ ضد کی وجہ سے نہیں مانتےاور دوسری طرف ماننے والے بغیر دلیل کے بھی مان لیتے ہیں ۔بہر کیف دلائل آپ کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں تاکہ دل کو تسلی ہو ۔اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مثبت سوچ عطا فرمائے(آمین)

(باب اول)

وجد قرآن حکیم کی روشنی میں

قرآنِ پاک میں رب کریم نے وجد کی کیفیات کو مختلف طریقوں سے بیان فرمایا ہے، چنانچہ موسٰی علیہ السلام کی کیفیت وجد کو کچھ اس انداز سے بیان فرمایا کہ

فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا

پھر جب تجلی ڈالی اس کے رب نے پہاڑ پر تو اسے پاش پاش کردیا اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہوکر گر پڑے ۔[2]

اس آیت مبارکہ میں موسیٰ علیہ السلام کا خدا تعالیٰ کے نورسے بے اختیار ہو کر گر جانا کمال جذب و وجد کی دلیل ہے۔اسی طرح سالک بھی جب فیض کو برداشت نہیں کر پاتا تو اس پر جذب و وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ کبھی کبھی تو اس حال میں اتنا غرق ہو جاتا کہ استغراق (Meditativeness) کی کیفیت میں پہنچ جاتا ہے۔نیز صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں کہ یہاں صفاتی تجلی نے موسیٰ علیہ السلام کو بے ہوش اور پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا تو پھر ذاتی انوارو تجلیات کا کیا عالم ہو گا۔(تفسیر مظہری)

(2)نیز مومنین کے جسم پر وجد طاری ہونے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ

بے شک (سچے) ایمان دار وہ ہیں کہ جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ کا تو کانپ اٹھتے ہیں ان کے دل اور جب پڑھی جاتی ہیں اُن پر اللہ کی آیتیں تو یہ بڑھا دیتی ہیں ان کے ایمان کواور صرف اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔[3]

---

[2] (سورۃاعراف آیت143

[3] (سورۃ انفال آیت2

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب کسی مومن کے سامنے آیاتِ قرآنی یا اللہ رب کریم کا ذکر خیر کیا جاتا ہے تو اس کے جسم پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

(3) حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کی تاب نہ لاتے ہوئے زنان مصر کی کیفیتِ وجد، قرآن پاک میں کچھ اس طرح بیان ہوئی ہے کہ

فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا إِنْ هٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ

پس جب انھوں نے اس (یوسف علیہ السلام) کو دیکھا تو اس کی عظمت (حسن) کی قائل ہو گئیں اور (وارفتگی کے عالم میں) کاٹ بیٹھیں اپنے ہاتھوں کو اور کہہ اٹھیں سبحان اللہ! یہ انسان نہیں بلکہ یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔[4]

اس آیتِ مبارکہ سے واضح ہوا کہ انسان جب کسی کے شوق دیدار میں محو ہو جاتا ہے تو کسی چیز کا ہوش باقی نہیں رہتا، وجد کرنے والا بھی جب اپنے حقیقی یار کی طرف سے آئی ہوئی تجلی دیکھتا ہے تو بیخود ہو جاتا ہے۔ امام عبد اللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 768ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ سلام کو دیکھ کر عورتوں نے انگلیاں کاٹ لیں، جب مخلوق کی محبت کا یہ حال ہے تو خالق کی محبت کا کیا حال ہو گا۔ اس کا وہی انکار کر سکتا ہے جس نے اس کا مزہ نہ چکھا ہو اور اولیاء کے حال سے ناواقف ہو۔ (بزم اولیاء: ص 317 مکتبہ زاویہ)

یہاں صرف جمال یوسفی کے مشاہدے سے زنان مصر ایسی بے خود ہوئیں کہ انگلیاں کاٹ لیں۔ یہ وجد ہی کی کیفیت ہے۔ لہذا جمال خدا وندی، جمال مصطفوی یا جمال مرشد کے مشاہدے سے اس کا طاری ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوتا ہے۔ نیز جلالین کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ زلیخا بھی وہاں موجود تھی مگر شب و روز مشاہدہ جمال نے اس کو متحمل بنا دیا تھا لہذا نہ تو وہ بے ہوش ہوئی اور نہ انگلیاں کاٹیں اس لئے کہ وہ محبت کی انتہا میں تھی اور

[4] (سورۃ یوسف جزِ آیت 31)

حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت نے اس کے دل میں قرار پکڑ لیا تھا جبکہ دوسری عورتیں محبت کی ابتدا میں تھیں۔(جلالین کلاں ،ص 192،روح البیان :ج:4ص247)

اس سے معلوم ہوا کہ محافل میں اولیاء کرام اور ان کے مقرب خلفاء پر ظاہری وجد کی حالت کم ہی نظر آتی ہے کیونکہ وہ محبت الٰہی کی انتہا میں ہوتے ہیں۔ جبکہ فقراء پر وجد کی حالت زیادہ نظر آتی ہے کیونکہ وہ اس مقام کی تلاش(Exploration) میں ہوتے ہیں۔یہاں ایک بات ذہن میں رہے کہ مختلف سلاسل مثلاً قادریہ ،چشتیہ،سہروردیہ اور نقشبندیہ کے صوفیاء کرام کا اپنا اپنا انداز ہوتا ہے کسی کے ہاں وجد کی کیفیت شروع میں حاصل ہوتی ہے اور کسی کے ہاں یہ کیفیت بعد میں ہوتی ہے ۔لہذا کسی بھی سلسلے کے کسی بھی بزرگ کیلئے کسی کیفیت کا ہونا یا نہ ہونا اس بات کی دلیل ہرگز نہیں کہ وہ کامل نہیں۔ اس لئے تمام اولیاء اللہ کا دل سے ادب و احترام اور عزت کی جائے اور ہمارے مرشد مربی بھی یہی تعلیم دیتے ہیں۔

(4) کیفیتِ وجد کے بعد انسان خود کو ہلکا محسوس کرتا ہے اور ذکر اللہ کی طرف مائل ہو جاتا ہے،لہذا ارشادِ خداوندی ہے کہ

اللّٰهُ نَزَّلَ أَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ثُمَّ تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ إِلَىٰ ذِكۡرِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا جو نہایت عمدہ کلام یعنی وہ کتاب جس کی آیتیں ایک جیسی ہیں،باربار دہرائی جاتی ہیں اور کانپنے لگتے ہیں اس سے بدن ان کے جو ڈرتے ہیں اپنے پرور دگار سے ۔پھر نرم ہو جاتے ہیں ان کے بدن اور دل اللہ کے ذکر کی طرف ۔[5]

[5] (سورۃ زمر آیت23)

اس آیت مقدسہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وجد انسان کے دل کو ذکر اللہ کی جانب مبذول کرنے اور دل کو نرم کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ چنانچہ جسٹس پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ خضوع و خشوع کی یہ حالت محض اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے حاصل ہوتی ہے۔ (ضیاء القرآن: ج4 ص268)

نیز حضرت نعیم الدین مراد آبادی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اولیاء اللہ کی صفت ہے کہ ذکر الہی سے ان کے بال کھڑے ہو جاتے جسم لرزتے ہیں اور دل چین پاتے ہیں۔

(5) اللہ رب کریم کی تجلی نہایت پاورفل ہے لہذا ہلکی سی جھلک بھی برداشت نہیں ہو سکتی۔

لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اگر ہم نے اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارا ہوتا تو آپ اسے دیکھتے کہ وہ جھک جاتا (اور) اللہ کے خوف سے پاش پاش ہو جاتا۔[6]

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت وجد کے متعلق لکھتے ہیں کہ جہاں تک وجد کا تعلق ہے جو اہل صلوۃ و اہل قرآن صالحین پر طاری ہوتا ہے تو اس کا سماع (سننا) حلال اور جائز ہے اس میں ہمارے علماء میں سے کسی کو اختلاف نہیں جبکہ اس کا مقصد صرف رضاالٰہی اور حضور ہو اور آخرت کے خوف سے ذکر کرتے ہوں تو اس طرح یہ سب محمود اور غیر مذموم (اچھا) ہے اور اس معنی کے لحاظ سے تواجد اور رقص بھی غیر مذموم (اچھا) ہے۔ (تفسیر مظہری، ص249)

ان آیات قرآنیہ سے اہل سلوک، اہل ذوق و عشاق کے وجد حقیقی کی طرف واضح اشارے ملتے ہیں۔ اب احادیث کی روشنی میں مزید وضاحت کی طرف چلتے ہیں۔

---

[6] (سورۃ حشر، آیت 21)

(باب دوم)

وجد احادیث مبارکہ کی روشنی میں

احادیث مبارکہ میں وجد اور تواجد کافی وضاحت کے ساتھ موجود ہیں، جنہیں پڑھنے کے بعد ان کیفیات کا انکار کرنا ممکن نہیں رہتا، وہ احادیث مبارکہ پیشِ خدمت ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «جَاءَ حَبَشٌ يَزْفِنُونَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَضَعْتُ رَأْسِي عَلَى مَنْكِبِهِ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ، حَتَّى كُنْتُ أَنَا الَّتِي أَنْصَرِفُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهِمْ»

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حبشہ کے لوگ عید کے دن مسجد نبوی میں رقص کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا پس میں نے اپنا سر آپ ﷺ کے کندھے پر رکھا اور میں ان کے کھیل کو دیکھنے لگی یہاں تک کہ میں خود ان کو دیکھنے سے سیر ہوگئی۔[7]

اس حدیث مبارکہ میں لفظ یزفنون استعمال ہوا ہے، اس لفظ کا مطلب علماء نے کیا بیان کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

یزفنون کا مطلب؟

علامہ محمد فواد عبدالباقی، قاضی عیاض مالکی، صاحب لسان عرب، صاحب قاموس، امام جلال الدین سیوطی، امام قسطلانی، امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ یزفنون کا معنیٰ ہے یرقصون یعنی رقص کرنا۔ نیز لغات الحدیث اور بیان اللسان میں ہے کہ یزفنون جو کہ زفن سے ہے اس کا معنیٰ ہے ناچنا/نچانا۔

---

[7] (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ العیدین، باب الرخصة فی اللعب الذي لا معصية فيه في أيام العيد: الجز 2ص609حدیث892)
(مستخرج ابی عوانہ: کتاب الزکاۃ: باب اباحۃ اللعب فی المسجد والنظر الیہ والاشتغال بہ یوم العید: الجز 2ص158، حدیث2656)
(معجم ابن مقری: باب العین: من اسمہ علی: الجز1ص355: حدیث1165)
(شرح السنۃ للبغوی: کتاب الجمعۃ: باب الرخصۃ في اللعب یوم العید الجز 4ص324)

(2) ایک اور حدیث مبارکہ میں مزید وضاحت کے ساتھ کچھ اس طرح بیان ہوا ہے کہ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتِ الْحَبَشَةُ يَزْفِنُونَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَرْقُصُونَ وَيَقُولُونَ: مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: « مَا يَقُولُونَ » قَالُوا: يَقُولُونَ: مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے کہ حبشہ کے لوگ حضور ﷺ کے سامنے رقص کررہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ (محمد عبدصالح) محمد نیک بندے ہیں !آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں ؟ صحابہ نے فرمایا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ محمد عبد صالح۔[8]

اس حدیث میں باقاعدہ یرقصون (یعنی رقص کرنے) کا صیغہ آیا ہے ۔جس سے رقص ثابت ہوتا ہے۔امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی کتاب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ

حبشیوں کا مسجد میں رقص اور دوسری صحیح احادیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جب سبب مباح کی وجہ سے حبشیوں کیلئے مسجد میں رقص کرنا جائز ہے اور رسول ﷺ نے منع نہیں فرمایا اور ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہا کا ان کو کھڑے ہو کر دیکھنا ،تو اہل تصوف کیلئے سبب محمود کی وجہ سے رقص جائز ہوا جو کہ انوارالہیہ کا ورود ہے۔جو بطریق اولی مسجد میں رقص ووجد ہونا جائز ہے ۔حالانکہ اہل تصوف سے اختیار بھی سلب ہوجاتا ہے اگر چہ عقل وشعورباقی ہوتاہے ۔ اس پر بھی کسی قسم کا اعتراض نہیں ہے۔ مسجد اور غیر مسجد میں اس طرح جائز اور ثابت ہے۔(احیاء العلوم:ج:2:ص:373)

---

[8] (مسند احمد مخرجا: کتاب مسند المکثرین من الصحابۃ باب مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ الجز20ص17 حدیث نمبر12540) (صحیح ابن حبان مخرجا: باب اللعب واللہو: ذکر بعض ماکانت الحبشۃ تقول فی لعبھم ذلک: الجز 13ص179 حدیث:5870) (الاحادیث المختارۃ: الجز5ص60 حدیث1680) (کیمیاء سعادت:ص362) (عوارف المعارف باب22ص330)

اس سے معلوم ہوا کہ وجد کرنے والے کا ہوش باقی رہتا ہے اور وہ اپنی حرکات کو دیکھ بھی رہا ہوتا ہے۔ مگر اختیار ختم ہو جاتا ہے لہذا، وہ اپنے آپ پر قابو نہیں کر پاتا۔

(3) امام نسائی اسی طرح کی ایک اور حدیث بیان کرتے ہیں جو کہ مسند البزار میں بھی موجود ہے کہ

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: «قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» فَاسْتَقْبَلَهُ سُودَانُ الْمَدِينَةِ يَزْفِنُونَ وَيَقُولُونَ جَاءَ مُحَمَّدٌ رَجُلٌ صَالِحٌ بِكَلَامِهِمْ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَسٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاهُمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو مدینے کے حبشی رقص کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ محمد ﷺ نیک انسان ہیں۔ حضرت انس نے یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ ﷺ نے انہیں منع کیا ہو۔[9]

اس حدیث مبارکہ سے بھی ثابت ہوا کہ حبشیوں نے حضور ﷺ کے سامنے رقص کیا اور آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع بھی نہیں فرمایا۔ نیز یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ کسی کامل ولی کے استقبال کے لئے بھی رقص (تواجد) کیا جا سکتا ہے۔

(4) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ملاحظہ ہو، جسے پڑھ کر ایک طرف تو ان تین صحابہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے تو دوسری جانب تواجد بھی ثابت ہوتا ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَجَعْفَرٌ وَزَيْدٌ، فَقَالَ لِزَيْدٍ: «أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا» ، فَحَجَلَ. وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: «أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي» ، فَحَجَلَ وَرَاءَ حَجَلِ زَيْدٍ. وَقَالَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہماری طرف تشریف لائے (میں، جعفر اور زید کھڑے تھے) پس آپ نے زید کو فرمایا کہ تم ہمارے بھائی اور غلام ہو، پس (حضرت زید نے) حجل کیا، پھر حضرت جعفر سے فرمایا کہ تم

[9] (السنن الکبریٰ للنسائی: کتاب المناسک: اللعب عند الاستقبال: الجز 4 ص 247 حدیث 4236۔)
(مسند البزار = البحر الزخار: مسند ابی حمزۃ انس بن مالک: الجز 13 ص 268 حدیث 6810)

لِي: «أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ» ، فَحَجَلْتُ وَرَاءَ حَجَلِ جَعْفَرٍ.

شکل وصورت اور اخلاق میں میرے مشابہ ہو تو پس انہوں نے حجل کیا، حضرت زید کے حجل کے بعد۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، تو میں نے (بھی) حضرت جعفر کے حجل کے پیچھے حجل کیا۔ [10]

حجل کا مطلب؟

اس حدیث مبارکہ میں حجل کا لفظ استعمال ہوا ہے، جسکا مطلب علماء نے کچھ یوں بیان کیا ہے:

قَالَ الشَّيْخُ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللهُ: وَالْحَجَلُ أَنْ يَرْفَعَ رِجْلًا وَيَقْفِزَ عَلَى الْأُخْرَى مِنَ الْفَرَحِ، فَإِذَا فَعَلَهُ إِنْسَانٌ فَرَحًا بِمَا أَتَاهُ اللهُ تَعَالَى مِنْ مَعْرِفَتِهِ أَوْ سَائِرِ نِعَمِهِ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

شیخ احمد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حجل (سے مراد) ایک ٹانگ کا اٹھانا اور دوسری پر اچھلنا، خوشی کی وجہ سے، پس اگر انسان اللہ کی دی ہوئی معرفت اور تمام نعمتوں کی خوشی کی وجہ ایسا (حجل) کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ [11]

---

[10] (الآداب للبیھقی: باب: واما الرقص: جز1 ص257 حدیث 626)

(مسند احمد مخرجا: مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه: جز2 ص213 حدیث 857)

(مسند البزار: مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه: ومما روى هانئ بن هانئ: جز2 ص316 حدیث 744)

(السنن الکبری للبیھقی: کتاب الشهادات: باب: من رخص في الرقص إذا لم يكن فيه تكسر وتخنث: جز10 ص382 حدیث 21027)

(السنن الکبری للبیھقی: کتاب النفقات: باب الخالة أحق بالحضانة من العصبة: جز8 ص9 حدیث 15770)

(الاحادیث المختارہ: ج2 ص392 حدیث 778)

(کیمیاء سعادت: ص377) (عوارف المعارف باب22 ص330) (احیاء العلوم جلد دوم، ص304)

(الحادی للفتاوی: ص640) (آداب المریدین) (فتاوی خیریہ)

[11] (الآداب للبیھقی: باب: واما الرقص: جز1 ص257 حدیث 626)

مزید امام بیہقی نقل فرماتے ہیں کہ

قَالَ الشَّيْخُ: الْحَجْلِ وَهُوَ أَنْ يَرْفَعَ رِجْلًا وَيَقْفِزَ عَلَى الْأُخْرَى مِنَ الْفَرَحِ فَالرَّقْصُ الَّذِي يَكُونُ عَلَى مِثَالِهِ يَكُونُ مِثْلَهُ فِي الْجَوَازِ ۔ وَاللهُ أَعْلَمُ

شیخ نے فرمایا کہ حجل سے مراد ایک ٹانگ کا اٹھانا اور دوسری پر خوشی میں اچھلنا، پس جو رقص اس کی طرح ہو تو جواز میں بھی اس کے مثل ہو گا۔[12]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ حجل کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ (حجل ان یرفع رجله وتقفز الاخری) یعنی حجل کا معنی یہ ہے کہ ایک پاؤں اٹھائے اور دوسرا پاؤں لے بھاگے۔

نہایہ میں ہے کہ (ان یرفع رجلا ویقفز علی الاخری من الفرح النهایه) یعنی فرط مسرت سے ایک پاؤں اٹھا کر دوسرے پاؤں پر اچھلنا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حجل کے حوالے سے فرمایا کہ (هو رقص بهيئة مخصوصة) یعنی خاص حالت میں رقص کرنے کو کہتے ہیں۔ نیز لغات الحدیث میں ہے کہ حجل کا معنٰی ایک پاؤں پر کودتے ہوئے چلنا۔

* معلوم ہوا کہ حجل کا معنی ہے ایک پاؤں پر چلنا ،ایک پاؤں پر تب ہی چل سکتے ہیں جب اچھل اچھل کر چلا جائے ،یہ وجد اور تواجد کی ایک قسم ہے۔ بہر کیف حجل کا معنی ہے رقص کرنا جیسا کہ بہت سارے علماء نے لکھا۔

الحاوی للفتاوی میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں۔

وَقَدْ وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ «رَقْصُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حدیث میں ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے

[12] (السنن الکبری للبیھقی: کتاب الشھادات: باب: من رخص في الرقص إذا لم يكن فيه تكسر و تخنث: جز10 ص382 حدیث 21027)

بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَمَّا قَالَ لَهُ: أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي» ، وَذَلِكَ مِنْ لَذَّةِ هَذَا الْخِطَابِ، وَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَكَانَ هَذَا أَصْلًا فِي رَقْصِ الصُّوفِيَّةِ لِمَا يُدْرِكُونَهُ مِنْ لَذَّاتِ الْمَوَاجِيدِ، وَقَدْ صَحَّ الْقِيَامُ وَالرَّقْصُ فِي مَجَالِسِ الذِّكْرِ وَالسَّمَاعِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ كِبَارِ الْأَئِمَّةِ، مِنْهُمْ شَيْخُ الْإِسْلَامِ عزالدين بن عبد السلام.

حضور ﷺ کی موجودگی میں رقص کیا جب حضور ﷺ نے ان سے فرمایا تمہاری شکل وصورت میرے مشابہ ہے تواس خطاب کی لذت(اور عشق میں وارفتہ ہو کر) انہوں نے رقص شروع کیا، حضور ﷺ کا منع نہ کرنا اہل تصوف کے رقص پر دلیل ہے جب وجد کی لذت اور سرور کے باعث رقص ہو تو مجالس ذکر اور سماع میں قیام اور رقص کرنا کبار(بڑے) علماء کرام سے ثابت (Proved)ہے اور یہ بات درجہ صحت تک پہنچ چکی ہے۔ ان ائمہ میں شیخ عزالدین ابن عبدالسلام شامل ہیں۔[13]

نوٹ :۔ان حضرات نے جو رقص کیا وہ حضور ﷺ کے سامنے تھا آپ ﷺ کا منع نہ کرنا رقص کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

(5)انسان تو انسان نوری مخلوقات پر بھی وجد طاری ہوتا ہے جس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مُلْجَمًا مُسْرَجًا، فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: أَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هَذَا فَمَا رَكِبَكَ أَحَدٌ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ مِنْهُ قَالَ: «فَارْفَضَّ عَرَقًا»

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج نبی اکرم ﷺ کیلئے براق لایا گیااس حال میں کہ لگام ڈالی ہوئی اور زین کسی ہوئی تھی اس (براق)نے شوخی کی(اچھلنے لگا) تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا (براق

[13] (الحاوی للفتاوی باب فتاوی الصوفیہ، الزھد: جز2ص282(عربی) ص 640

سے) کیا تو محمد ﷺ کے ساتھ اس طرح کر رہا ہے۔ آج تک تجھ پر اللہ کے نزدیک ان سے زیادہ عزیز سوار نہیں ہوا۔ راوی کہتے ہیں کہ پس اسے پسینہ آگیا۔[14]

یاد رہے یہ براق آپ ﷺ کی محبت اور عشق میں آپ ﷺ کے سامنے رقص کر رہا تھا۔ یہ وہی براق ہے جو جنت میں آپ ﷺ کی محبت میں کمزور ہو گیا تھا اور جب آپ ﷺ کے سامنے آیا تو دیدار کی خوشی میں رقص کرنے لگا۔ معلوم ہوا انسانوں کے علاوہ دوسری مخلوقات (Creatures) پر بھی وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم نہیں جانتے۔

(6) ایک خوش نصیب نوجوان صحابی کا ایمان افروز واقعہ پیش خدمت ہے کہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ، وَأَهْلِيكُمْ نَارًا} [التحريم: 6] تَلَاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَصْحَابِهِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، أَوْ قَالَ يَوْمٍ فَخَرَّ فَتًى مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى فُؤَادِهِ، فَإِذَا هُوَ يَتَحَرَّكُ، فَقَالَ: «يَا فَتًى، قُلْ لَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر وحی نازل فرمائی کہ اے ایمان والوں اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ (سورہ تحریم:6) حضور ﷺ نے رات کو یا دن کو یہ آیت اپنے صحابہ کے سامنے تلاوت فرمائی تو ایک نوجوان گھر پڑا اور بے ہوش ہو گیا، تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کے دل پر رکھا، پس

[14] (سنن الترمذی: ابواب تفسیر القرآن: باب ومن سورة بنی اسرائیل: جز5 ص301 حدیث 3131) حکم الالبانی: صحیح الاسنادہ
(ابو یعلی المسند: مسند انس بن مالک: قتادہ عن انس: جز5: ص459 حدیث نمبر 3184)
(تفسیر عبد الرزاق: سورہ بنی اسرائیل: جز2 ص288 حدیث 1533)
(احمد بن حنبل المسند: ج3 ص164)

إِلَهَ إِلَّا اللهُ» فَقَالَهَا فَبَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ، فَقَالَ أَصْحَابُهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَمِنْ بَيْنِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا سَمِعْتُمْ قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ {ذَلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ} [إبراهيم: 14]

جب اس نے حرکت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے نوجوان ،لا الہ الا اللہ کہو،اس نے یہ کہا،تو پس آپ ﷺ نے اسے جنت کی بشارت دی۔تو صحابہ نے کہا کہ یارسول اللہ کیا یہ ہمارے درمیان نہیں (یعنی یہ تو زندہ ہے پھر جنت کی بشارت؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ یہ(اعلان)اس کے لئے کہ جو میرے سامنے پیش ہونے اور عذاب کی خبر سے ڈرا۔ [15]

مذکورہ بالا حدیث سے نوجوان کی کیفیتِ وجد ثابت ہوتی ہے جو کہ حضور علیہ السلام کے سامنے تھی اور آپ نے نوجوان سے نہ صرف محبت و الفت کا اظہار کیا بلکہ جنت کی بشارت بھی دے دی۔وجد کرنے والے تو واقعی فائدے میں رہیں گے۔

نوٹ:۔ اس حدیث کو ایک سلفی امام،ابن قدامہ نے الرقۃ والبکاء میں بھی روایت کیا ہے جو کہ نہ صرف حنبلی فقہ کے مستند امام ہیں بلکہ حافظ ابن کثیر،ابن تیمیہ اور ابن قیم کے دادا استاد بھی ہیں اور بڑے مستند عالم شمار ہوتے ہیں۔

(7)امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تفسیر الدرالمنثور میں فرماتے ہیں کہ

وَأخرج ابْن أبي الدُّنْيَا وَابْن قدامَة فِي كتاب الْبكاء والرقة عَن مُحَمَّد بن هَاشم قَالَ: لما نزلت هَذِه الْآيَة {وقودها النَّاس وَالْحِجَارَة} قَرَأَهَا النَّبِي

ابن ابی دنیا اور ابن قدامہ کتاب البکاء والرقۃ میں بیان کرتے ہیں کہ محمد بن ہاشم سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اس(آگ)کا ایندھن

---

[15] (المستدرک علی صحیحین للحاکم: کتاب التفسیر: تفسیر سورۃ ابراہیم: جز2ص382حدیث3338)

(شعب الایمان: الخوف من اللہ تعالیٰ: جز2ص197حدیث720)

(الرقۃ والبکاء، لابن قدامۃ: ص116حدیث150)

صلی اللہ عَلَیۡہِ وَسلم فَسَمِعَهَا شَاب إِلَی جنبه فَصعِقَ فَجعل رَسُول الله صلی الله عَلَیۡہِ وَسلم رَأسه فِي حجره رَحۡمَة لَهُ فَمَکَثَ مَا شَاءَ الله أَن یمۡکث ثمَّ فتح عَیۡنَیۡہِ فَإِذا رَأسه فِي حجر رَسُول الله صلی الله عَلَیۡہِ وَسلم۔

انسان اور پتھر ہیں تو آپ ﷺ نے اسکی تلاوت کی ،اسے ایک نوجوان نے سنا تو وہ بیہوش ہوکر گر پڑا، پس حضور ﷺ نے اس کے سر کو اپنی گود میں رکھ دیا اس پر شفقت کرتے ہوئے، جب تک اللہ نے چاہا وہ سویا رہا، پھر اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اس کا سر آپ ﷺ کی گود میں تھا۔[16]

مذکورہ بالا دونوں احادیث سے نوجوان کی کیفیتِ وجد ثابت ہوتی ہے جو کہ حضور علیہ السلام کے سامنے تھی اور آپ نے نوجوان سے نہ صرف محبت و الفت کا اظہار کیا بلکہ اپنی گود میں اس نوجوان کا سر رکھا۔ وجد کرنے والے تو واقعی فائدے میں رہتے ہیں۔ سبحان اللہ

(8) جن لوگوں سے دورانِ وجد عجیب و غریب حرکات کا ظہور ہوتا ہے ان کے لئے خوشخبری سماعت فرمائیں:

عَنۡ أَبِي سَعِیدٍ، عَنۡ رَسُولِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: أَکۡثِرُوا ذِکۡرَ اللهِ حَتَّی یَقُولُوا: مَجۡنُونٌ.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہیں۔[17]

[16] الدر المنثور: التحریم: آیت 6: جز 8 ص 226) ایضا (الرقۃ والبکاء، لابن قدامۃ: ص 116 حدیث 151)

[17] (مسند احمد بن حنبل: مسند المکثرین من الصحابۃ: مسند ابی سعید الخذری: جز:18: ص:212: حدیث 11674)

(صحیح ابن حبان: باب الاذکار: ذکر استحباب الاستھتار للمرء بذکر ربہ جل وعلا: جز:3: ص 99 حدیث 817)

(حاکم المستدرک: کتاب الدعاء، والتکبیر، والتھلیل، والتسبیح والذکر: جز:1: ص:677: حدیث 1939)

(بیھقی شعب الایمان: محبۃ اللہ عزوجل: فصل فی ادامۃ ذکر اللہ تعالیٰ: جز:2: ص:64 حدیث 523)

(مسند ابی یعلیٰ: من مسند ابی سعید الخذری: جز:2: ص:521 حدیث 1376)

(الترغیب والترھیب (منذری): کتاب الذکر والدعاء الترغیب في الاکثار من ذکر اللہ سرا وجھرا: جز:2 ص:256: حدیث 2304)

جو لوگ وجداور تواجد کرتے ہیں بظاہر وہ پاگل اور مجنون لگتے ہیں لیکن وہ تو اپنے محبوب حقیقی کے پروانے اور مستانے ہوتے ہیں اور جو لوگ انھیں پاگل کہتے ہیں تو ان کو سندھ کے ایک بزرگ علامہ پیر کرم اللہ الٰہی المعروف دلبر سائیں اپنے سندھی اشعار میں کیا خوب جواب دیتے ہیں ترجمہ پیش خدمت ہے:

1(ہاں)میں پاگل ہوں میں پاگل ہوں (محبوب حقیقی کی) محبت میں پاگل ہوں۔ میرے محبوب حقیقی نے مجھے مست کر دیا ہے۔

(2) اگر لوگ مجھ پر ہنستے ہیں تو کیا ہوا ،مجھے کسی کی پروا نہیں ۔ بس میرا محبوب راضی رہے جس کے قدموں میں گرا ہو اہوں۔

(3) نہ تو مجھے خواری کا خوف ہے اور نہ ہی لوگوں کی طعن و ملامت کا ۔ محبت میں طعن وملامت کے دریا عبور کر چکا ہوں۔

(4) اگر کسی ملّا نے شرک اور بدعت کا فتوی لگادیا ہے تو کیا ہو ا ۔ اس فتوی کی وجہ سے نہ تو کبھی لوٹا ہوں اور نہ ہی کبھی لوٹوں گا۔

(5) میرے محبوب نے میرے دل کو قید کرلیا ہے۔ اس پاگل پن میں ،میں بڑا خوش نصیب ہوں۔ (الفت جو آواز)[18]

نیز پنجابی کا شعر ہے کہ

خیال یار وچ مست رھنداں ہاں دِنے راتی

میرے دل وچ سجن وسدا میرے دیدے ٹھَرے رھندے[19]

(الترغیب فی فضائل الاعمال وثواب ذالک لابن شاہین:باب مختصر فی فضل ذکر اللہ عزوجل:جز1ص56حدیث156)

(الفردوس بماثور الخطاب(دیلمی):باب الالف:ج1:ص72:حدیث212)(تبلیغی نصاب:باب فضائل ذکر:حدیث15)

[18] (وجد اور تواجد کے موضوع پر دلبر سائیں کی ایک تقریر بھی عاجز کے پاس موجود ہے)

[19](ترجمہ:۔میں دن رات اپنے محبوب کے خیال میں (کھویا)رہتا ہوں۔میرے دل میں میرا پیارا رہتا ہے میری آنکھیں ہر وقت ٹھنڈی رہتی ہیں۔)

(9) اسی طرح کی ایک اور حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ إِنَّكُمْ تُرَاءُونَ»

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر اس قدر کرو کہ منافق تمہیں ریاکار کہیں۔[20]

بہت سارے لوگ جب وجد اور تواجد کرنے والوں کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو دکھانے کیلئے کر رہے ہیں لیکن اصل کیا ہے وہ تو اللہ ہی جانتا ہے۔لہذا کسی کے بارے میں بد گمانی (Prejudice) نہ کریں۔اگر وہ ریا کر بھی رہا ہے تو کیا پتہ کب اس کی نیت بدل جائے شاعر نے اس لئے کہا ہے کہ

میری وہ ریا جس پر لوگ تھے طعنہ زن　　پہلے عادت بنی پھر عبادت بن گئی

(10) اپنے اوپر وجد طاری کرنے کے حوالے سے حدیث کچھ یوں بیان ہوئی ہے:

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ابْكُوا، فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ تم رویا کرو اور اگر رونا نہ آئے

---

[20] (المعجم الکبیر للطبرانی: باب العین: ابو الجوزاء عن ابن عباس: جز12 ص:169 حدیث 12786)

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: فمن الطبقۃ الاولی من التابعین: اوس بن عبد اللہ: جز:3 ص80)

(جامع العلوم والحکم لابن رجب: الحدیث الثالث بنی الاسلام علی خمس: جز:2: ص513)

(الترغیب والترهیب (منذری): کتاب الذکر والدعاء الترغیب فی الاکثار من ذکر اللہ سرا وجهرا: جز:2 ص:256: حدیث 2305)

(الکنز الثمین فی فضیلۃ الذکر والذاکرین: ص:94)

(ابن کثیر: ج:3: ص:496: مناوی فیض القدیر: ج:1: ص:456)

فَتَبَاكَوْا» تو رونے والی صورت اختیار کرو۔[21]

یہ حدیث مبارکہ دوسری کتب حدیث میں دوران تلاوت رونے کے حوالے سے ہے جبکہ سنن ابن ماجہ میں جو روایت ہے وہ فقط رونے کے حوالے سے ہے۔

اس حدیث سے حقیقی تواجد یعنی جان بوجھ کر رقص کرنا ثابت ہو تا ہے، کیونکہ تواجد کرنے والا حقیقی وجد کرنے والوں کی مشابہت کیلئے ایسا کرتا ہے۔ جس طرح رونا نہ آئے تو رونے والی شکل بنالی جائے اسی طرح جب تک وجد کی کیفیت حاصل نہ ہو تب تک تواجد سے اس کیفیت کے لئے کوشش کی جائے۔

(11) جو لوگ کسی اچھے عمل کیلئے کسی کی مشابہت اختیار کرتے ہیں وہ بھی انہیں میں شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ» حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو جس قوم کی مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہے۔[22]

تواجد کرنے والے بھی وجد کرنے والوں کی مشابہت کرتے ہیں لہذا وہ بھی انہی میں سے ہیں۔ جس طرح وجد والوں کے ساتھ معاملہ ہو گا ویسا ہی تواجد والوں کے ساتھ ہو گا لہذا جو لوگ وجد کو تو جائز مانتے میں مگر تواجد کی نفی کرتے ہیں ان کے لئے یہ حدیث قابل غور ہے۔

---

[21] (ابن ماجہ: کتاب الزھد: باب الحزن والبکاء: جز2 ص1403 حدیث4196)

(شعب الایمان: باب تعظیم القرآن: فصل فی احضار القاری قلبہ مایقرؤہ والتفکر فیہ: جز3 ص410 حدیث 1891)

(السنن الکبریٰ للبیھقی: کتاب الشھادات: باب البکاء عند قراءۃ القرآن: جز10 ص391 حدیث21058)

[22] (سنن ابی داؤد: کتاب اللباس: باب فی لبس الشھرۃ: : جز4 ص44 حدیث 4031)

(مسند البزار (البحر الزخار): مسند حذیفہ بن الیمان: ابو عبیدہ بن حذیفہ عن ابیہ: جز7 ص368 حدیث2966)

(المعجم الاوسط: باب المیم: من بقیۃ من أول اسمہ میم من اسمہ موسی: جز 8 ص179 حدیث8327)

(12)جب انسان کا جسم اللہ کے خوف کی وجہ سے حرکت کرے تو کیا انعام و اکرام ملتا ہے؟، حدیث پیش خدمت ہے۔

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اقْشَعَرَّ جِلْدُ الْعَبْدِ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ تَحَاتَّتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا يَتَحَاتُّ عَنِ الشَّجَرَةِ الْيَابِسَةِ وَرَقُهَا

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب مومن کی کھال اللہ کے خوف سے حرکت کرتی ہے ،تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ تے ہیں جس طرح خشک درخت سے اس کے پتے گرتے ہیں۔[23]

وجد اللہ کے خوف(Fear) سے بھی ہوتا ہے تو جب انسان اللہ کے خوف سے وجد میں آجائے تو یقیناًاس کے گناہ اس طرح ختم ہوتے ہیں جس طرح خشک درخت کے پتے گرتے اور ختم ہوتے جاتے ہیں۔

(13)وہ لوگ جو فقط حسد یا بغض کی وجہ سے نیک لوگوں کو برا بھلا کہتے ہیں، وعید الٰہی سن لیں :

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرمایا جس نے میرے ولی سے عداوت کی تو میں اسے جنگ کا چیلنج دیتا ہوں۔[24]

---

[23] (شعب الایمان: الخوف من اللہ تعالیٰ: ج2ص236حدیث782)

(کتاب الفوائد (الغیلانیات): مجلس آخر: جز1ص287 حدیث288)

(مسند البزاز: مسند العباس ابن عبد المطلب: و مماروت ام کلثوم بنت العباس: جز4ص148حدیث1322)

[24] (صحیح البخاری (بخاری شریف): کتاب الرقاق: باب التواضع: جز8: ص105حدیث6502)

(کرامات الاولیاء للالکائی: ماروي عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تعظیم أولیاء اللہ عزوجل: جز9ص99: حدیث43)

(حلیۃ الاقلیاء وطبقات الاصفیاء: مقدمۃ المؤلف: جز1ص4)

حقیقی وجدو تواجد کرنے والے بھی اللہ کے دوست ہیں لہذاکوئی بھی ان لوگوں پر نہ تو انگلی اٹھائے ،نہ برا بھلا کہے،نہ اعتراضات کرے اور نہ ہی دل میں عداوت رکھے۔ پھر بھی اگر جان بوجھ کر کوئی عداوت رکھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے جنگ کیلئے تیار ہو جائے۔

المختصر گزشتہ تمام احادیث مبارکہ سے وجد اور تواجد بہت ہی واضح انداز میں ثابت ہوئے۔اگر اب بھی کوئی نہ مانے تو پھر کیا کیا جاسکتا ہے۔حقیقی وجد اور تواجد کے ثابت ہو نے سے یہ مراد نہیں کہ بس وجد اور تواجد ہی کرتے رہیں اور کچھ نہ کریں ۔بلکہ فرائض شرعیہ (مثلاً نماز ،روزہ،زکوٰۃ اور حج) پر لازمی عمل کرنا ہے اور حضور علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی گزارنی ہے ،پیار، محبت اوراخوت کو بھی اپنے اندر پیدا کرنا ہے اسی طرح نفرتوں سے بھی دور رہنا ہے ۔ آج امت مسلمہ کو ان چیزوں کی بے حد ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عمل عطا فرمائے۔(آمین)

(باب سوم)

وجد علماء، فقہااور صوفیاء کے اقوال کی روشنی میں

صوفیاء ،فقہا اورعلماء ربانیین نے بھی وجد اورتواجد کے بارے میں بہت سارے اقوال ارشاد فرمائے ہیں اور یاد رہے یہ حضرات کو ئی آج ،کل کے نہیں بلکہ کئی کئی سو سال پہلے کے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی110ھ) فرماتے ہیں کہ وجد ایک راز ہے جو دل میں رکھا گیا ہے۔جب حرکت میں آتا ہے تو وجد طاری ہوجاتا ہے۔[25]

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 179ھ) اور **امام احمد بن حنبل** رحمۃ اللہ علیہ (241ھ) سے کسی نے پوچھا کہ جو لوگ سماع اور وجد کرتے ہیں اُن کے بارے میں آپ کی کیارائے ہے؟ **دونوں اماموں** نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو کہ کچھ دیر اپنے خالق و مالک (محبوب حقیقی)کی معیت میں خوشی کرتے ہیں اور یہ حالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کوحاصل ہوتی ہے۔[26]

واضح رہے کہ سوال کرنے والوں کے سوال کرنے سے معلوم ہوا کہ وجد کی کیفیت کوئی آج کی ایجاد نہیں بلکہ آج سے کئی سو سال پہلے بھی تھی ۔تب ہی تو سوال کیا گیا۔اور وجد کرنے والے کو پکڑنا نہیں چاہیے بلکہ چھوڑ دیں تاکہ وہ اس خوشی کو صحیح طرح حاصل کر سکے کیونکہ اگر وجد کرنے والے کووجد کے دوران پکڑا جائے تو وجد کی کیفیت ختم ہونے کے بعد اس کو جسم میں درد محسوس ہوتا ہے اور اگر کسی کو وجد کرنے والے سے اس حالت کے دوران کوئی تکلیف پہنچے تو وہ برا نہ مانے کیونکہ وجد کرنے والا اپنے اختیار میں نہیں ہوتا۔

---

[25](ولیوں کے حالات:ص33میر محمد کتب خانہ)

[26](رسالہ غفاریہ،راہ حقیقت :ص151 ،نزھۃ المجالس:ج1:ص58 ، اقتباس تقریر طاہر القادری صاحب)

داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ(متوفی تقریباً 470ھ) فرماتے ہیں کہ وجد کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی کیونکہ یہ وہ غم ہے جو محبت میں ملتا ہے اس لئے بیان سے باہر ہے نیز وجد طالب اور مطلوب کے درمیان ایک راز ہے۔وجد عارفوں کی صفت ہے۔ تواجد ،وجد لانے میں ایک تکلف ہوتا ہے اور یہ انعامات و شواہد حق کو دل کے حضور پیش کرتا ہے اور محبوب کے وصال کا خیال آنا ہے۔یہ کام جواں مَردوں کا ہے(کشف المحجوب)

آپ فرماتے ہیں کہ وجد ایک باطنی کیفیت ہے جو طالب ومطلوب کے درمیان ہوتی ہے۔وجد کی کیفیت لفظ اور عبارت میں نہیں آسکتی۔[27]

ابی اسماعیل عبداللہ بن محمد الانصاری الھروی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 481ھ) [28] آپ نے اپنی کتاب منازل السائرین میں وجد کے موضوع پر ایک قرآنی آیت پیش کی ہے کہ وَرَبَطۡنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمۡ إِذۡ قَامُوا[29] اور اس کے بعد آپ نے وجد کی تین اقسام کو بھی بیان کیا ہے۔تفصیلات(منازل السائرین:ص34)

وجد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 505ھ) جو چاروں مذاہب میں مقبول شخصیت ہیں۔آپ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب احیاء العلوم میں وجد اور تواجد کے حوالے سے کئی اشخاص کے اقوال نقل کئے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ

---

[27](کشف المحجوب :ص 621 مکتبہ اسلامیہ)

[28](جو کہ شیخ الاسلام حضرت علامہ ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری رحمۃ اللہ علیہ بانی الجامعۃ العلیمیۃ الاسلامیہ کے آباؤاجداد میں سے ہیں)

[29](سورۃ الکھف آیت14)

(الوجد وارد حق جاء یزعج (یمیل) القلوب الی الحق) یعنی وجد اللہ کی طرف سے ایسا ایک حقیقی وارد (کیفیت) ہے جو دلوں کو اللہ کی طرف مائل کرتا ہے۔(احیاء العلوم ج:2ص390)

(2)(الوجد عبارۃ عما یوجد عند السماع)یعنی وجد،ان احوال کا نام ہے جو سماع میں سالکوں پر وارد ہوتا ہے۔(احیاء العلوم ج2ص390)

()ابو سعید بن اعرابی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ الوجد رفع الحجاب ومشاھدۃ الرقیب وحضور الفھم وملاحظۃ الغیب ومحادثۃ السر و ایناس المفقود یعنی وجد حجابات اٹھ جانے ، محبوب حقیقی کے مشاہدہ کرنے ، فہم اور سمجھ کے حاضر رہنے اور پوشیدہ چیز(شریعت و طریقت کے رموز و اسرار) ملاحظہ کرنے ،راز کی بات چیت کرنے ،کھوئے ہوئے (محبوب) سے مانوس ہونے کا نام ہے۔(احیاء العلوم :ج2ص390،الاملاء :ص541)

()عمر بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

لا یقع علی کیفیۃ الوجد عبارۃ لا نہ سر اللہ عند عباد المؤمنین المؤقنین یعنی وجد ایسی حالت شریفہ ہے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتااس لئے کہ یہ اللہ اور اسکے کامل مومن بندوں کے درمیان راز(Secrecy) ہے۔(احیاء العلوم :ج2ص390)

اس سے آگے فرماتے ہیں کہ

(الوجد عبارۃ من حالۃ یثمرھا السماع و ھو وارد حق جدید عقیب السماع یجدہ المستمع من نفسہ)یعنی وجد ایسی حالت کو کہا جاتا ہے ۔جو کہ نعت خوانی سے پیدا ہوتی ہے۔نعت سننے والا اس وارد حق کو اپنے اندر پاتا ہے۔(احیاء العلوم :ج2ص391)

آپ مزید فرماتے ہیں کہ

(الوجد الحق ھو ینشأمن فرط حب اللہ تعالی وصدق ارادتہ و شوق الی لقاۂ) یعنی وجد حق اللہ تعالیٰ سے کامل محبت اور سچی ارادت اور اللہ جل شانہ سے ملاقات کے شوق کے نتیجے میں پیدا ہوتاہے۔(احیاء العلوم :ج2ص396)

آپ وجد کی حالت میں کپڑے پھاڑنے کے بارے میں لکھتے ہیں:

ترجمہ:۔یہ بات بعید نہیں ہے کہ وجد اس قدر غالب ہو جائے کہ اپنے کپڑے پھاڑے سکر اور وجد کے غلبے کی وجہ سے اور اپنی حالت کو سمجھے بھی نہیں یا سمجھتا ہے مگر مجبور شخص کی طرح بن جائے اپنے نفس پر قدرت (کنٹرول)نہ ہو۔(احیاء العلوم الدین :ج2ص407)

آپ مزید رقص کے اثبات میں یہ فرماتے ہیں کہ

ترجمہ:۔رقص اور خوشی شوق کی وجہ سے صادر ہوتی ہے اس کا حکم سب کے ساتھ متعلق ہے۔اگر خوشی جائز اور نیک ہو تو رقص بھی اسے بڑھا دیتا ہے تو اس طرح کا رقص بھی محمود اور اچھا ہے۔اگر خوشی مباح ہو تو رقص بھی مباح اگر خوشی ناجائز ہو تو رقص بھی مذموم ہو گا۔(احیاء العلوم :ج:2ص406)

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ تعالی علیہ تواجد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

(التواجدالمتکلف فمنه مذموم وھو الذی یقصد به الریاء واظھار الاحوال الشریفة مع الافلاس عنھا ومنه ماھو محمود وھو التوصل الی استدعاء الاحوال الشریفة واکتسابھا واجتلابھا بالحیلة فان للکسب مدخلافی جلب الاحوال الشریفة ولذلك امر رسول اللہ ﷺ من لم یحضرہ البکاء فی قراءۃ القرآن ان یتباکی ویتحازن فان ھذہ الاحوال تتکلف مبادیھا ثم تحقق او اخرھا) یعنی تکلفاً وجد ظاہر کرنا بعض اوقات مذموم ہے مثلاًاس کا مقصود ریاکاری ہواور اس کا مقصد احوال شریفہ کاظاہر کرنا ہو حالانکہ وہ شخص احوال شریفہ سے عاری ہواور بعض تکلف اچھے ہیں نیک ہیں جو کہ تکلفاً کرتاہے۔ تویہ احوال شریفہ حاصل کرنے کیلئے حیلہ اور تدبیر کے ذریعے اسکوذریعہ بناتا ہے اور اچھی کوشش کرتاہے ۔تویہ کسب (کمانا)ہے کہ احوال شریفہ اسے حاصل ہوجائیں ۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایاکہ قرآن پاک پڑھتے وقت جس کورونانہ آئے اسے چاہئے کہ تکلفًا اپنے آپ کو غمزدہ ظاہر کرے۔

اس لئے یہ احوال شریفہ ابتداء میں تکلفًا کئے جاتے ہیں اور بعد میں حقیقتاً حاصل ہو جاتے ہیں۔ (احیاء العلوم :ج:2:ص:395)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ وجد کے بارے میں حدیث نقل فرماتے ہیں کہ

رقص مباح ہے کیونکہ حبشی لوگ مسجد النبی ﷺ میں رقص کر رہے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے انھیں دیکھا (کیمیاء سعادت :ص362)

مزید فرماتے ہیں کہ

اور جب حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حجل فرمایا۔جو لوگ وجد کو حرام جانتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔(کیمیائے سعادت :ص377)

نیز امام غزالی فرماتے ہیں کہ

جو صوفیہ کرام کے احوال اور وجد کا منکر ہے در اصل کم ظرفی کی وجہ سے انکار کرتا ہے۔ایسے کم ظرف کی مثال مخنث یعنی ہیجڑے (Eunuch) جیسی ہے۔جو جماع کی لذت باور نہیں کرسکتا کیونکہ اسکا تعلق قوت شہوت سے ہے،جب اس میں قوت شہوت پیدا نہیں کی گئ تو وہ اسے کیسے جان سکتا ہے۔یونہی اگر نابینا سبزہ زار اور بہتے پانی کے نظارے کا انکار کرے تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے،کیونکہ وہ بینائی سے محروم ہے کیسے دیکھ سکتا ہے۔اسی طرح بچہ حکمرانی اور فرمان روائی کی لذت سے انکاری ہے تو تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ وہ تو کھیل کود میں مست ہے اسے حکومت اور سلطنت چلانے سے کیا واسطہ ۔صوفیہ کرام کے احوال مواجیہ کا انکار کرنے والے دانشور مولانا وغیرہ ہوں یا عام عوام سب بچوں کی طرح ہیں کیونکہ جس چیز کو انھوں نے نہیں پایااس کا انکار کر رہے ہیں۔ جو شخص تھوڑا بھی دانا ہے وہ ضرور اقرار کرتے ہوئے کہے گا کہ مجھے یہ حال حاصل نہیں لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ صوفیاء کرام کو یہ احوال ومواجیہ ضرور حاصل ہوتے

ہیں۔تو ایسا شخص کم از کم ان احوال پر ایمان رکھتا اور جائز کہتا ہے۔لیکن جو شخص دوسرے کیلئے بھی اس چیز کو محال جانے جو اسے حاصل نہیں ہے ۔ایسا شخص در اصل ان لوگوں سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ(وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ)[30] یعنی اورجب کہ ان کو اس راہ کی واقفیت نہ ہو سکی تو عنقریب کہیں گے یہ جھوٹ و افتراء ہے۔(کیمیاء سعادت،رکن دوئم ،فصل 8،ص 367)

لہذاثابت ہوا کہ اگر کسی کو یہ حالت نصیب نہ ہو تو کسی دوسرے کیلئے اس کو محال (Impossible)نہ سمجھے بلکہ کم از کم اس پر ایمان رکھے۔

امام غزالی نے مزید فرمایا کہ:

اس حالت میں بہت ساری چیزیں دکھائی جاتی ہیں ممکن ہے کہ فرشتوں کی مقدس ذاتیں اور انبیاء کی ارواح کا ان پر کشف ہو۔یہ کشف آدمی کی صورت میں بھی ہوسکتا ہے۔(کیمیاء سعادت :ص371)

ثابت ہوا کہ اس کیفیت میں وجد کرنے والے کواُن چیزوں کا مشاہدہ ہوتا ہے جن کا عام حالت میں مشاہدہ ممکن نہیں۔

مزید فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

کوئی بھی فنا کا انکار نہ کرے کیونکہ اس وقت وہ، وہ نہیں ہوتا جو نظر آرہا ہوتا ہے۔بلکہ وہ فنا ہو چکا ہوتا ہے۔اسکے سامنے اللہ تعالیٰ اور اسکے ذکر کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا جیسے حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ (متوفی309ھ) سے منقول ہے:۔

من نمی گویم انا الحق یار می گوید بگو

یعنی میں نہیں کہتا کہ میں حق ہوں بلکہ میرا یار(محبوبِ حقیقی) کہتا ہے کہ کہو۔(کیمیاء سعادت :ص373)

---

[30] (سورہ احقاف آیت 11)

یہ رازو نیاز کی باتیں ہیں ۔ان کو تسلیم کرنا عقل کے بس کی بات نہیں ،بلکہ عشق ہی تسلیم کر سکتا ہے۔علامہ اقبال کیا خوب فرماتے ہیں کہ

تیرے سینے میں دم ہے دل نہیں ہے ، تیرا دم گرمی محفل نہیں ہے
گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور ، چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے

لہذا ہمیں بھی کوشش کرنی چاہیے صرف عقل تک محدود نہ رہیں بلکہ محبوب حقیقی سے عشق کریں جو 70 ماؤں سے بھی زیادہ ہم سے محبت کرتا ہے مگر افسوس آج ہم اس کو بھول گئے ہیں جو ہم کو کبھی بھی نہیں بھولتا اس کی رحمت پکار پکار کر کہتی ہے آؤ میری طرف مگر ہم دور ہی بھاگتے جارہے ہیں۔دنیا اور دنیا والوں سے عشق کرتے ہیں جو کسی کام کا نہیں۔پنجابی کا کیا خوب شعر ہے کہ

اٹھ بھلیا یار منالے نئی تے بازی لے گئے کتے [31]

کتے کم از کم اپنے مالک سے بے وفائی نہیں کرتے لیکن ہم آج بے وفا ہو گئے ہیں ۔ میرے پیارے بھائیو آج بھی وقت ہے اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنے حقیقی محبوب کو منا لیں اور اس کے بن جائیں۔ آخرت تو ہماری ہو گی ہی بلکہ دنیا بھی ہماری ہو جائے گی۔ آزما کر دیکھ لیں۔

امام غزالی تواجد کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ

تواجد اگر ریا کیلئے ہو تو عین نفاق ہے اور اگر اچھی نیت سے وجد کی کیفیت کو پانے کیلئے ہو تو نفاق نہیں یعنی جائز ہے۔(کیمیاء سعادت :ص375) نیز فرمایا کہ تواجد روا ہے یعنی رقص مباح ہے(کیمیاء سعادت :ص377)

ثابت ہوا کہ جو تواجد دکھاوے کیلئے نہ ہو تو وہ جائز ہے۔

---

[31] (یعنی اپنے حقیقی یار کو منالو ورنہ ہم سے تو یہ کتے بازی لے گئے)

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (متوفی 561ھ) جو کہ حنبلی تھے آپ نے بھی وجد اور حال کا اثبات کیا ہے۔آپ نے فتوح الغیب میں لکھا ہے کہ صوفی کیلئے آٹھ(8) خصلتیں ہونی چاہئیں۔ایک ان میں سے وجد بھی ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 606ھ) تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ

(جذبة من جذ بات الرحمٰن خير من عبادت سبعين سنة)یعنی جذبات رحمانی میں سے ایک جذبہ 70سال کی عبادت سے بہتر ہے۔(تفسیر رازی المعروف تفسیر کبیر:سورہ واقعہ:آیت7تا9:جز:29ص388)

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ(متوفی 632ھ) نے وجد کے بیان میں فرمایا ہے:

(واعلم ان للباكين عندالسماع مواجيد مختلفة فمنهم من يبكى خوفا و منهم من يبكى شوقا ومنهم من يبكى فرحا)یعنی جان لو کہ سماع میں رونے کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں بعض خوف سے روتے ہیں بعض خوشی اور بعض شوق سے روتے ہیں۔(عوارف المعارف باب:24:ص:345)

مزید فرماتے ہیں کہ سماع کے وقت میں وجد کی مختلف قسمیں ہیں جیسے رونا ،کپڑے پھاڑنا چیخیں مارنا وغیرہ۔آپ لکھتے ہیں کہ

(سئل ادهم رضى الله تعالى عنه عن وجد الصوفة رحمة الله تعالى عليهم عند السماع فقال يتنبهون للمعانى التى تغرب عن غيرهم فيشير اليهم الى (اى هلموا الى) فيتنعمون بذ لك من الفرح ويقح الحجاب للوقت فيعود ذلك الفرح بكاء فمنهم من يمزق ثيابه و منهم من يبكى و منهم من يصيح)یعنی حضرت ادھم رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے وجد صوفیاء کے بارے میں پوچھا گیا کہ سماع کے وقت میں وجد کی کیا حالت ہوتی ہے؟ تو حضرت ادھم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ اہل تصوف ایسی معنویت کو بیدار کرتے ہیں جو دوسرے لوگوں سے پوشیدہ ہوتی ہے۔اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میری طرف متوجہ ہوجاؤ تو وہ بہت خوش ہوجاتے ہیں اور کبھی حجاب (معنوی) کچھ

وقت کیلئے رونما ہوتا ہے تو وہ خوشی میں روتے ہیں تو ان میں سے کچھ وہ ہیں جو کپڑے پھاڑتے ہیں کچھ وہ ہیں جو روتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو چیخیں مارتے ہیں۔[32]

آپ مزید فرماتے ہیں کہ

(الوجد وارد یرد من الحق سبحانہ)یعنی وجد اللہ تعالی کی جانب سے وارد ہونے والے فیض (Inspiration)کا نام ہے۔(عوارف المعارف باب 62ص697 مدینہ پبلشنگ)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ(متوفی633ھ) کا قول مبارکہ ہے کہ

آنجا کہ زہدان بہزار اربعین رسند

مست شراب عشق بہ یک آہ میرسند

یعنی جہاں زاہد ہزار چِلوں سے پہنچتے ہیں شراب عشق کے مست اک آہ میں پہنچ جاتے ہیں

حقیقی عاشق جو ہر وقت اپنے محبوب حقیقی(Allah) کی یاد، محبت اور عشق میں محو رہتے ہیں۔جب وہ آہ کرتے ہیں تو اس مقام پر پہنچتے ہیں جہاں زاہد بہت بعد میں پہنچتا ہے۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی672ھ) فرماتے ہیں کہ

درس شان آشوب و چرخ و زلزلہ نی زیادہ و نہ باب و سلسلہ

یعنی اللہ کے عاشقوں کا درس آنسو بہانا اور لرزنا کپکپی طاری ہونا ہے ۔کتاب زیادہ کے نو ابواب نہ پڑھنے ہوتے ہیں اور نہ درس کا سلسلہ ہو تا ہے(مثنوی شریف دفتر چہارم)

نیز اس کے علاوہ مولانا رومی کے اس موضوع پر اور بھی اشعار ہیں۔ مثنوی شریف کا مطالعہ ضرور کریں اور اگر دل کی آنکھوں سے کریں تو کیا ہی اچھی بات ہے۔

---

[32] (عوارف المعارف :باب 22ص324مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

وجد امام عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

مفسر، محدث ،فقیہ اور ادیب و صوفی حضرت **امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی** رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) جو کہ چاروں مذاہب میں مقبول ہیں خود شافعی ہیں۔ آپ کی کتاب الحاوی للفتاوی میں آپ سے کیا گیا ایک سوال کچھ یوں ہے کہ

مَسْأَلَةٌ: فِي جَمَاعَةِ صُوفِيَّةٍ اجْتَمَعُوا فِي مَجْلِسِ ذِكْرٍ ثُمَّ إِنَّ شَخْصًا مِنَ الْجَمَاعَةِ قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ ذَاكِرًا وَاسْتَمَرَّ عَلَى ذَلِكَ لِوَارِدٍ حَصَلَ لَهُ، فَهَلْ لَهُ فِعْلُ ذَلِكَ سَوَاءٌ كَانَ بِاخْتِيَارِهِ أَمْ لَا، وَهَلْ لِأَحَدٍ مَنْعُهُ وَزَجْرُهُ عَنْ ذَلِكَ.

سوال :۔صوفیاء کی ایک جماعت جو کہ ذکر کیلئے جمع ہوئے ہوں اور پھر ایک شخص اس جماعت سے اٹھے جو کہ ذکر کرنے والا ہو اور یہ حال اس سالک پر حصول کی وجہ سے ایک حالت طاری ہو جائے ،پس یہ کام اس سالک یعنی مغلوب الحال کا اگر اختیار کے ساتھ ہو یا کہ بغیر اختیار ہو ،تو جواز رکھتا ہے کہ نہیں ؟اور کونسا شخص اسے منع کر سکتا ہے ؟

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

الْجَوَابُ: لَا إِنْكَارَ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ. وَقَدْ سُئِلَ عَنْ هَذَا السُّؤَالِ بِعَيْنِهِ شَيْخُ الْإِسْلَامِ سراج الدين البلقيني فَأَجَابَ: بِأَنَّهُ لَا إِنْكَارَ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ، وَلَيْسَ لِمَانِعِ التَّعَدِّي بِمَنْعِهِ، وَيَلْزَمُ الْمُتَعَدِّيَ بِذَلِكَ التَّعْزِيرُ، وَسُئِلَ عَنْهُ الْعَلَّامَةُ برهان الدين الأبناسي فَأَجَابَ بِمِثْلِ ذَلِكَ، وَزَادَ أَنَّ صَاحِبَ الْحَالِ مَغْلُوبٌ، وَالْمُنْكِرَ مَحْرُومٌ مَا ذَاقَ لَذَّةَ التَّوَاجُدِ وَلَا صَفَا لَهُ الْمَشْرُوبُ، إِلَى أَنْ قَالَ فِي آخِرِ جَوَابِهِ: وَبِالْجُمْلَةِ فَالسَّلَامَةُ فِي تَسْلِيمِ حَالِ الْقَوْمِ،

الجواب :۔ اس عمل میں اس پر انکار نہیں۔یہی سوال شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی سے ہوا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس کام میں اس سالک سے کسی قسم کا انکار نہیں اور کسی کو منع بھی نہیں کرنا چاہیے اور منع کرنے والے کو سختی سے روکنا چاہیے اور تعزیر کرنا(سرزنش کرنی) چاہیے اور اسی مسئلے کا علامہ برہان الدین انباسی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو انکا جواب بھی یہی تھا کہ صاحب حال تو مغلوب ہے اور

وَأَجَابَ أَيْضًا بِمِثْلِ ذَلِكَ بَعْضُ أَئِمَّةِ الْحَنَفِيَّةِ وَالْمَالِكِيَّةِ كُلُّهُمْ كَتَبُوا عَلَى هَذَا السُّؤَالِ بِالْمُوَافَقَةِ مِنْ غَيْرِ مُخَالَفَةٍ.

أَقُولُ: وَكَيْفَ يُنْكَرُ الذِّكْرُ قَائِمًا وَالْقِيَامُ ذَاكِرًا وَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالَى: {الَّذِينَ يَذْكُرُونَ} [آل عمران: 191] {اللهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ} [آل عمران: 191] وَقَالَتْ عائشة - رَضِيَ اللهُ عَنْهَا - «كَانَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ» ، وَإِنِ انْضَمَّ إِلَى هَذَا الْقِيَامِ رَقْصٌ أَوْ نَحْوُهُ فَلَا إِنْكَارَ عَلَيْهِمْ، فَذَلِكَ مِنْ لَذَّاتِ الشُّهُودِ أَوِ الْمَوَاجِيدِ، وَقَدْ وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ «رَقْصُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَمَّا قَالَ لَهُ: أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي» ، وَذَلِكَ مِنْ لَذَّةِ هَذَا الْخِطَابِ، وَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَكَانَ هَذَا أَصْلًا فِي رَقْصِ الصُّوفِيَّةِ لِمَا يُدْرِكُونَهُ مِنْ لَذَّاتِ الْمَوَاجِيدِ، وَقَدْ صَحَّ الْقِيَامُ وَالرَّقْصُ فِي مَجَالِسِ الذِّكْرِ وَالسَّمَاعِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ كِبَارِ الْأَئِمَّةِ، مِنْهُمْ شَيْخُ الْإِسْلَامِ عزالدین بن عبد السلام.

منکر محروم ہے اس نے تواجد کا مزہ نہیں چکھا۔ یہاں تک کہ جواب کے آخر میں یہ فرمایا کہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ قوم (صوفیاء) کے حال کو تسلیم کرنے میں ہی سلامتی ہے اور اسی طرح بعض ائمہ حنفیہ ومالکیہ نے بھی اس سوال کا بغیر کسی مخالفت کے اسی طرح جواب دیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ کھڑے ہو کر ذکر کرنے اور ذاکر کے کھڑے ہونے کو کس طرح منع کیا جا سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وہ لوگ جو کھڑے، بیٹھے اور اپنے پہلوؤں کے بل اللہ کا ذکر کرتے ہیں(آل عمران:191) (اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے۔) اور اگر یہ ذکر کھڑے ہو کر رقص کرنے کے ساتھ ہو یا اسی طرح کوئی اور حالت تو انھیں منع نہیں کیا جائے گا۔ پس یہ شہود اور مواجید کی لذات میں سے ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی موجودگی میں رقص کیا جب حضور ﷺ نے ان سے فرمایا تمہاری شکل وصورت میرے مشابہ ہے تو اس خطاب کی لذت کی وجہ سے انہوں نے رقص شروع کیا، حضور ﷺ کا منع نہ کرنا اہل تصوف کے رقص پر دلیل ہے جب وجد کی لذت اور سرور

کے باعث رقص ہو تو مجالس ذکر اور سماع میں قیام اور رقص کرنا کبار(بڑے) علماء کرام سے ثابت (Proved) ہے اور یہ بات درجہ صحت تک پہنچ چکی ہے۔ ان ائمہ میں شیخ عزالدین ابن عبد السلام بھی شامل ہیں۔[33]

معلوم ہوا کہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ذکر کرنے والوں کو قیام اور تواجد سے منع کرے اور اگر کسی نے منع کیا تو اسے منع کرنے سے منع کیا جائے گا۔ وجد اور حال والا سالک عارف مغلوب الحال ہے منکرین فیض الہی سے محروم (Destitude) ہیں۔خود انہوں نے اس حال کا مزہ اور باطنی لذت نہیں پائی اس لئے دوسرے اہل اللہ کا بھی انکار کرتے ہیں لہذا منکرین اپنی محرومیت کے بارے میں بھی سوچیں۔

شیخ احمد شہاب الدین ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 974ھ) سے کسی نے سوال کیا کہ صوفیاء کا رقص اور تکلف سے وجد کرنے کی کوئی اصل ہے یا نہیں ؟آپ نے فرمایا ہاں اس کی اصل ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے سامنے رقص کیا(آپ ﷺ نے منع نہ فرمایا) (فتاوی حدیثیہ مصریہ:ص212)

علامہ احمد بن ابی سعید المعروف ملّا جیون رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 1130ھ) رقص کے جواز پر دلیل تحریر فرماتے ہیں کہ

والرقص ومما یو کد جواز الرقص ما ذکر فی مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ تعالی عنه قال اتیت النبی ﷺ انا و جعفر وزید فقال علیه السلام لزید انت مولای فحجل وقال لجعفر انت

[33](الحاوی للفتاوی باب فتاوی الصوفیہ،الزھد:جز2ص282(عربی) ص 640

اشبهت خلقی وخلقی فحجل ثم قال لی انت منی فحجلت والحجل رقص خاص والعام جزء الخاص فاذا جاز نوع من الرقص جاز مطلقه۔ الخ

ترجمہ: اور رقص کی بابت جس سے اس کی تائید ملتی ہے جو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مسند میں ذکر کیا گیاہے کہ میں اور زید اور جعفر حضور ﷺ کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے اور آپ نے زید کو فرمایا انت مولائی پس انھوں نے حجل کیا پھر آپ نے جعفر رضی اللہ تعالی عنہ کو فرمایا کہ تم سیرت و صورت میں میری مثل ہو تو اس پر حضرت جعفر نے حجل کیا اور پھر آپ نے مجھے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو تو میں نے بھی حجل کیا (رقص کیا) اور رقص خاص ہے اور عام خاص کی جز ہوا کرتی ہے جب نوعِ رقص کا جواز ملا تو مطلق رقص بھی جائز ہوا۔(وجیز الصراط :ص:140)

وجد امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

سید نا امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالی علیہ متوفی 1034ھ) فرماتے ہیں کہ

اے فرزند ولولہ عشق و طنطنہ محبت و نعرہائے شوق انگیز وصیحہ ھائے دردآمیزووجدوتواجدورقص ورقاصی همه در مقامات ظلال است ودر آو ان ظهورات وتجلیات ظلیه۔

ترجمہ: اے بیٹے عشق کے شو را ورولولہ اور محبت اور شوق سے بھرے ہوئے نعرے اور درد کی چیخیں اور وجد تو اجد اور رقص یہ تمام حالات ظلال کے مقام میں آتے ہیں ۔ ظلی تجلیات کے ظہور کے وقت یہ وارد ہوتے ہیں۔(مکتوبات شریف :مکتوب:302ج1ص640)

آپ وجد اور حال کے اثبات میں مزید فرماتے ہیں۔

والعروج الی حضرت الذات لایتصور الابالسیر الاجمالی فی الصفات والاعتبارات ومن وقع سیره فی الاسماء بالتفصیل حبس فی الصفات والاعتبارات ولم یزل منه الشوق والطلب ولم یفارق عنه

الوجد والتواجد فاصحاب الشوق والتواجد ليسوا لااصحاب التجليات الصفاتية (فى عامة الحالات) وليس من التجليات الذاتة لهم نصيب ما داموافى الشوق والوجد ۔

ترجمہ: حضرتِ ذات کی طرف عروج روحی کرنا تصور میں نہیں مگر صفات اور اعتبارات کے ساتھ وہ بھی اجمالی عروج کرنا جس کی سیر اسماء وصفات میں تفصیلی واقع ہو تو وہ صفات اوراعتبارات میں بند ہوجاتاہے ہمیشہ اس کے شوقِ طلب میں رہتا ہے۔ اس کے ساتھ ہمیشہ وجد اور تواجد میں رہتا ہے اور تجلیات صفات والی عام حالت میں ہوتے ہیں اور تجلیات ذاتیہ میں ان کا نصیب نہیں ہوتا۔(مکتوبات شریف مکتوب26:ج:1:ص:73)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 1052ھ) فرماتے ہیں کہ

صاحب وجد اپنے حال میں ڈوب جاتا ہے۔اس حال میں اسے اپنے اوپر اختیار نہیں رہتااس حال میں وہ مجنون کے حکم میں ہے۔اگر واقعی اس کی ایسی حالت ہوتو اس کے افعال کا اعتبار نہیں اور نہ ہی اس پر احکام جاری ہوتے ہیں۔رقص وغیرہ افعال بھی اسی زمرے میں آتے ہیں،پس معذور پر کوئی اعتراض نہیں چونکہ اسے اپنی حرکات پر کنٹرول نہیں۔(تعارف فقہ و تصوف :ص172 مکتبہ قادریہ لاہور)

حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ(متوفی 1141ھ) جوکہ صاحب نورالایضاح کے شاگرد ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ

ولا شك ان التواجد وهي تكلف الوجد واظهار ه من غير ان يكون له وجد حقيقة فيه تشبه باهل الوجد الحقيقي وهو جائز بل مطلوب شرعا قال رسول الله ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم (رواه الطبراني في الاوسط عن حذيفة بن اليمان رضي الله تعالى عنه)

ترجمہ:اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تواجد تکلفاًوجد ظاہر کرنے کو کہتے ہیں۔ حالانکہ اسے حقیقی وجد حاصل نہ ہو تواس میں حقیقی اہل وجد کے ساتھ مشابہت ہو تو یہ جائز بلکہ

مطلوب شرع ہے ۔ حضوراکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی قوم کی مشابہت کرے وہ ان میں سے ہو گا۔(حدیقۃ الندیہ :ج:2:ص:525)

آپ مزید فرماتے ہیں کہ

ان التو اجد یتکلف الوجد فی نفسہ من غیر حقیقۃ الوجدلاباس بہ من قبیل التشبیہ بالصلحین محبۃ فیھم و رغبۃ فی التزی بزیھم و تکلف الاخلاق با خلاقھم

ترجمہ:یقیناًتواجد تکلف کے ساتھ وجد ہے ،جو کہ حقیقی وجد نہیں ہے ۔اس میں گناہ نہیں ہے اس لئے کہ یہ نیک لوگوں کے ساتھ مشابہت ہے اور نیک لوگوں کی محبت کیوجہ سے ان کے اطوار،اختیار کرتے ہیں اور تکلفًا ان کے اخلاق واطوار،اختیار کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ مطلوب ہے۔(حدیقۃ الندیہ:ج:2:ص:208)

نیز ایک اعتراض کے جواب میں علامہ عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں

سمعت عن ینتقد علی فقرآء الصوفیۃ فی زماننا انہ قال :لو رایناہ یتواجد منھم نغرزہ بسلۃ و نحوھا من ابرۃ الحدید فان احس بھافھوکاذب فی وجدہ وھذہ حماقۃ وجھالۃ وعداوۃ لفقرآہ طریق اللہ واضحۃ ولو غرز النبی ﷺ بابرۃ فی وقت نزول الوحی علیہ و غیبۃ عن عالم الحس بالکلیۃ لتالم بذلک ووجد الوجع منہ مع کمال صدقہ فی حالہ۔

ترجمہ: میں نے اپنے زمانے میں منکرین اہل تصوف سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم کسی کو وجدوتواجد کی حالت میں دیکھیں تواس کے بدن میں کیل یاکوئی نوکدار چیز (Acute)وغیرہ چبودیں گے، اگر اس کو تکلیف محسوس ہوئی تو وہ جھوٹا ہے۔حالانکہ منکرین کا یہ قول مبنی برحماقت و جہالت ہے اور فقراء طریقت کے ساتھ واضح عداوت ہے اس لئے کہ اگر حضور ﷺ کے بدن مبارک میں بھی وقت نزول وحی سوئی چبوئی جائے (معاذاللہ) جوکہ اس وقت عالمِ حس سے بالکل غائب ہوتے ہیں تو آپ بھی درد اور تکلیف

پائیں گے۔ حالانکہ آپ ﷺ اپنے حال میں کمال طور پر صادق ہیں۔(حدیقۃ الندیۃ :ج:2:ص:208)

واضح رہے کہ جو شخص وجد کرنے والوں کے ساتھ اس قسم کی حرکات کرے وہ بہت ہی نا مراداور بدنصیب ہے اور اللہ کی رحمت سے دور ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ آپ کی اس حرکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے اور دنیا و آخرت میں پریشانی اٹھانی پڑ جائے۔لہذا،اگر کسی کو یہ سعادت نصیب نہیں تو دوسرے کو پریشان نہ کرے و یسے بھی کسی انسان کو تکلیف نہیں دینی چاہیے۔اللہ تعالیٰ ہمیں نیک سمجھ عطا فرمائے۔(آمین) اور کچھ لوگ وجد کرنے والوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ڈھونگ (دکھاوا)کرتے ہیں۔ اِن حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ آپ کو کیا معلوم کہ وہ ڈھونگ کر رہے ہیں ،دلوں اور نیتوں کا حال تو اللہ جانتا ہے ، ہو سکتا ہے وہ اچھی نیت سے وجد یا رقص کر رہے ہوں ، اور اگر ایسا ہوا تواسکا مطلب آپ نے ان کی غیبت (Backbite)کی ،بہتان لگایا اور اُنکے بارے میں برا گمان کیا جو کہ نا جائز ہے اوراگر واقعی وہ ڈھونگ ہی کر رہے ہوں تو خود ہی گنہگار ہوں گے ۔آپ کو کسی کے بارے میں بد گمانی کرنے کی ضرورت نہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں مثبت سوچ عطا فرمائے۔آمین

حضرت شیخ شہاب الدین احمد زہری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فقراء طریقت کے ذکر کے وقت میں سر برہنہ رہنے کے عذر میں اشعار تحریر کئے ہیں کہ

ترجمہ:۔ لوگ مجھے سر ننگا رہنے پر ملامت کرتے ہیں حالانکہ میں اس بات کا معترف ہوں کہ مجھے اس پر اجر ملتا ہے اسلئے کہ سر ننگا رہنے سے میرا مقصد عاجزی کا اظہار کرنا ہے جوکہ اہل نظر کی نظر میں بیش قیمت مقصد ہے (حدیقۃ الندیہ ج2ص523تا525)

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 1252ھ) فرماتے ہیں کہ

تحقیق اور دلائل کے لحاظ سے اس مسئلے کا قطعی جواب صاحب عوارف المعارف مصنف احیاء العلوم اور علامہ ابن کمال پاشا رحمۃ اللہ علیہ کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ وجد اور تواجد میں کوئی گناہ نہیں اگر یہ خالص رضاء الٰہی کے لئے ہوا ور جو عارفین باللہ ہیں اور ہمیشہ نیک کام کرتے ہیں اور ایسے سالکین جو اپنے آپ کو اعمال قبیحہ سے بچاتے ہیں اور جب عشق الٰہی ان پر غالب آجاتا ہے تو یہ لوگ بے ہوش ہوکر گر جاتے ہیں اور محبت الٰہی میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔(فتاوی شامی :ج1ص337)

آپ مزید لکھتے ہیں کہ

والتحقیق القاطع للنزاع فی امرالرقص والسماع یستدعی تفصیلاذکرہ فی عوارف المعارف واحیاء العلوم و خلاصۃ مااجاب بہ العلامۃ الخریر ابن کمال بادشاہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ بقولہ الوجدان حقیقتا من حرج ولا التمائل ان اخلصت من باس فقمت تسعی علی رجل وحق لمن دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس الرخصۃ فیما ذکر من الاوضاع عندالذکروالسماع للعارفین ۔الخ' (الدرالمختار وحاشیہ ردالمختار: کتاب الجہاد: مطلب الموصیۃ تبقی بعد الردۃ: جز4ص259)

ترجمہ:رقص اور سماع کے مسئلہ کے بارے میں قطعی تحقیق تفصیل طلب ہے۔ جو کہ عوارف المعارف اور احیاء العلوم میں ذکر کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو علامہ کمال پاشا نے اپنے قول میں ذکرکیا ہے کہ

حقیقی تواجدمیں گناہ نہیں اور اسی طرح تمایل (ہلنا جھلنا)اور جسم کو حرکت دینے میں کوئی گناہ نہیں جب کہ اس میں ریاکاری نہ ہو۔جگہ سے اٹھنااور ایک پاؤں پر بھاگنا۔حالانکہ جسے آقااپنی جانب بلائے اسے حق ہے کہ سرکے بل حاضر ہو۔ مذکورہ اعضاء سماع اور ذکرکے وقت حرکت دینے کی اجازت ہے۔(فتاوی ردالمختار للشامی :ج:3:ص:337: قبیل باب البغات)

علامہ شامی مزید فرماتے ہیں کہ

ترجمہ:۔ ہم صادق سادات صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں زبان درازی نہیں کرسکتے اس لئے کہ یہ تمام اخلاق رزیلہ سے مبرا ہیں۔یہ پاک باطن لوگ ہیں۔ امام طائفتین سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (متوفی 297ھ) سے کسی نے سوال کیا کہ بعض صوفی ایسے ہیں جوتواجد کرتے ہیں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے عشق میں انہیں چھوڑدو کہ خوش ہوں اس لئے کہ یہ ایک ایسی قوم ہے کہ طریقت نے ان کے دل پھاڑ دیئے ہیں اور مصیبتیں برداشت کرتے ہوئے ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہیں اب ان کے حوصلے تنگ ہوگئے ہیں۔ آہ کے ساتھ سانس لیتے ہیں ان پر کوئی حرج نہیں ۔ اس حالت کی دائمیت کے لئے اگر تمہیں ان کی حالت حاصل ہوجائے اور انوار وتجلیات کا مزہ حاصل ہوجائے تو ان کی چیخوں اور نعروں میں تم بھی شامل ہوکراپنے کپڑے پھاڑ ڈالو۔ تم ان کو چیخیں مارنے اور کپڑے پھاڑنے میں معذور سمجھو۔

جلیل القدر فقہی علامہ مفتی **سید احمد طحطاوی حنفی مصری** رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے وجد،رقص ،سماع اور مجالس ذکرکے بارے میں اس طرح تحریر فرمایاکہ

ومن الفقھاء رحمۃ اللہ تعالی علیھم من لم یمنع الرقص حیث وجدلذۃ الشھودفغلب علیہ الوجد واستدل بماوقع لجعفر ذی الجناحین رضی اللہ تعالی عنہ لما قال لہ النبی ﷺ اشبھت خلقی وخلقی فحجل ای مشی علی رجل واحدۃ وفی روایۃ رقص من لذۃ ھذا الخطاب ولم ینکر علیہ النبی ﷺ وجعل ذلک اصلالجواز رقص الصوفۃ رحمۃاللہ تعالی علیھم عند مایجد ونہ من لذۃ الوجد فی مجالس الذکر والسماع وفی التاتار خانۃ مایدل علی جوازہ للمغلوب الذی حرکاتہ کحرکات المرتعش وبھذا افتی البلقینی رحمۃ اللہ تعالی علیہ وبرھان الدین الانباسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔

ترجمہ:بعض فقہاء کرام رقص سے نہیں روکتے جب شہود کامزہ پاتے ہیں جب سالک پر وجد کاغلبہ آجائے تو فقہاء کرام اس حدیث تقریری سے استدلال کرتے ہیں کہ

جعفر ذوالجناحین کو رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم اخلاق اور صورت میں میرے ساتھ مشابہت رکھتے ہو۔اس خطاب کے سننے کے ساتھ حضرت جعفر رضی اللہ تعالی عنہ ایک پاؤں پر بھاگنے لگے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس خطاب کی لذت سے رقص کرنے لگے۔ نبی ﷺ نے ان پر انکار نہیں کیا۔یہ حدیث اہل تصوف کے رقص کے جواز کیلئے اصلاً دلیل ہو گئی ۔ اور محافل ذکر و سماع میں وجد کی لذت کی وجہ سے اس طرح کا حال صوفی پالیتا ہے۔فتاوی تاتار خانیہ میں مغلوب الحال سالک کیلئے نماز کی حالت میں یا نماز سے خارج میں یہ حال اور چیخیں مارنا جائز لکھا ہے جب یہ حرکات مرتعش کی طرح غیر اختیاری ہوں اور مشابہت مجذوبین کی وجہ سے اختیاری حرکات کثیرہ کرتے ہیں تو اس کو تواجد کہتے ہیں تو اس طرح نماز میں کرنا جائز نہیں ہے اور نماز کے باہر جائز ہے جبکہ ریا کاری سے خارج ہو اور دوسروں کو تکلیف نہ ہو۔(حاشیہ طحطاوی علی الدرالمختار:4:ص:176 تا 177)

واضح رہے کہ نماز میں جان بوجھ کر کوئی حرکت کرنا جائز نہیں اور اگر غیر ارادی طور پر حرکات صادر ہوں تو جائز ہے کیونکہ اس میں وہ معذور ہے۔

علامہ خیر الدین رملی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوی خیریہ علی ہامش تنقیح الحامدیہ میں وجد کے بارے میں لکھا ہے :

ترجمہ:۔ رقص میں فقہاء کرام کا کلام ہے بعض منع کرتے ہیں اور بعض منع نہیں کرتے ہیں کب؟جب شہود لذت موجود ہو اور سالک پر وجد کی کیفیات طاری ہوں اور وہ دلیل کے طور پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا واقعہ جواز کی دلیل بناتے ہیں اور کئی علماء نے جواز کے دلائل دیئے ہیں جیسے علامہ بلقینی اور علامہ برہان الدین انباسی کے علاوہ حنفیوں اور مالکیوں نے بھی جواز(Authorization) کا فتوی دیا ہے(فتاوی خیریہ علی ہامش تنقیح الحامدیہ 2ص283)

اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ جب بعض علماء احناف اور بعض علماء مالکیہ سے وجداور رقص کے بارے میں پوچھا گیا تو سب نے جواز پر فتوی دیا۔ اسی طرح امام سیوطی

رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو کہ شافعی ہیں ۔ انہوں نے بھی جواز بلکہ استحباب کا حکم دیا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (متوفی 561ھ) جو کہ حنبلی تھے آپ نے بھی وجد اور حال کا اثبات کیا ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ چاروں مذہبوں کے علماء، صوفیاء وجد اور حال کے اثبات کے قائل ہیں۔ اور جن علماء نے منع کیا ہے وہ فاسق اور خلاف شرع متصوفہ کے رقص اور تماشہ اور لہو ولعب کیلئے کیا ہے جو بلا اختلاف چاروں مذہبوں میں حرام ہے اور امام قرطبی کی بھی یہی مراد ہے اور جہاں تک بات ہے حقیقی عارفوں اور متشرع اہل تصوف کے وجد اور حال کی تو وہ بالکل ثابت اور جائز (Permissible) ہے بلکہ نور عنایت الہی ہے

علامہ حامد بن علی بن عبد الرحمٰن آفندی عمادی حنفی مفتی دمشق و شام رحمۃ اللہ علیہ اور **علامہ جلال الدین دوانی** رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ہیاکل نور کے حوالے سے لکھا ہے کہ

ترجمہ:۔انسان کبھی شرعی عبادات ادا کرنے کی وجہ سے پاکیزہ انوار کے لئے تیار بلکہ محققین اولیاء اپنے اندر پاکیزہ انوار و مستی کا مشاہدہ کرتے ہیں اس کی وجہ سے وہ حرکات کا باعث بنتا ہے تو وہ حرکت میں لگ جاتے ہیں رقص اور تالیاں بجانا اسی طرح بھاگنا دوڑنا ،اس طرح کی حرکتیں ان سے سر زد ہوتی ہیں کیونکہ ان پر انوار کا نزول ہوتا ہے یہاں تک کہ ان کا حال ختم ہو جاتا ہے اور عام سالکوں کا تجربہ اس پر گواہ ہے کہ یہ حرکات انوار کے نزول کے سبب کرتے ہیں ۔جو برداشت نہیں کرپاتے ۔(مغنی المستفتی عن سوال المفتی المعروف فتوی تنقیح حامدیہ:ج2ص354:باب الحظر والاباحۃ)

صاحب عین العلم لکھتے ہیں کہ

(تواجد مذموم لریآء لا لقصد الوصول الی الحقیقۃ) یعنی کہ تواجد دکھاوے کے لئے مذموم ہے حقیقت تک پہنچنے کیلئے مذموم نہیں بلکہ اچھا ہے(عین العلم :ص205)

آپ مزید فرماتے ہیں کہ

الوجد صادق القلب من شوق و خوف و حزن وقلق و یجدی نقاء القلب و حصول العلم والمکاشفۃ و ربما لایمکن تعبیر منہ۔

ترجمہ:۔ وجد صادق دل کے احوال جیسے شوق ،خوف، غم،پریشانی اوراضطراب کو کہا جاتا ہے۔وجد دل کی صفائی کرتا ہے علم باطنی اور کشف اس سے حاصل ہوتا ہے۔اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وجد کی تعبیر ہی ممکن نہیں رہتی۔(عین العلم :ص404)

حضرت عارف باللہ علامہ فقیر اللہ صاحب حنفی فرماتے ہیں کہ

ترجمہ:۔جب سالک ذکر کا تکرار کرتا ہے مذکورہ طریقے سے ہمیشگی کے ساتھ بعض اوقات اس پر عجیب حالات طاری ہوتے ہیں یہ حالات جذب کا مقدمہ ہیں۔(قطب الارشاد :ص540)

حضرت سید نا شاہ غلام علی دہلوی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار وجد اور تواجد کے اثبات کا ذکر کیا ہے مولانا خالد نقشبندی کے سارے مریدوں نے وجد اور حال اور جذبات میں بہت تائید کی ہے منکرین کے بارے میں کفر کا خطرہ سمجھا نقشبندیوں،چشتیوں ،قادریوں ،سہروردیوں اور مجددیوں کی معرفت کی نشانی یہی بیان کی ہے کہ ان میں جذب ہوتا ہے ۔تفصیلات (مکاتیب شریفہ مکتوب109ص225تا227)میں ملاحظہ فرمائیں۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ جو چاروں مذہبوں میں مقبول شخصیت ہیں وجد اور مختلف نعروں کے اثبات کے حق میں اس طرح لکھتے ہیں کہ

ترجمہ :۔ میرے سید یوسف عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مشائخ طریقت نے سالک کے لئے جو آداب ذکر کئے ہیں وہ صاحب اختیار سالک کے حق میں ہیں اور جو مسلوب الاختیار ہوتے ہیں ان کو اسرارِ و اردہ کی وجہ سے چھوڑدیں کبھی انکی زبان سے بے اختیار اللہ ،اللہ ،اللہ یا ہو ،ہو ،ہو یا لا،لا،لا وغیرہ یا بغیر حروف کے آوازیں نکلتی ہیں۔(انوار قدسیہ:ج1ص39)

آپ مزید فرماتے ہیں کہ

جو شخص سماع اور وجد کے اثرات سے انکار کرتا ہے تو یہ اسکی اپنی کوتاہ علمی ہے اس شخص کے پاس وہ علم نہیں جس کے ذریعے صوفیاء کرام کے احوال جان سکے ۔ایسے شخص کی مثال اس ہجڑے (نامرد) کی طرح ہے جو اپنی نامردی اور قوت شہوت کی عدم موجودگی کے باعث لذت جماع سے انکار کرے(انوار قدسیہ :ج1ص185)

نیز آپ اپنی دوسری کتاب الیواقیت والجواہر میں تحریر فرماتے ہیں کہ

حضور سرور کائنات ﷺ کو شب معراج میں بھی وجد ہوا حضور ﷺ کو وجد ہوا تو آپ دائیں بائیں تمائل کرنے لگے آپ ﷺ خیالات ما سویٰ سے پاک تھے آپ ﷺ کا تمائل وجد انیہ تمائل چراغ کے مانند تھا جب اس پر لطیف ہو اچلے اور اسکو بجھائے بھی نہیں۔

نوٹ :۔ ہر وجد کرنے والے کو وجد اسکے درجے (Status)کے مطابق ہوتا ہے آپ ﷺ اور صحابہ کرام کا وجد، انکے اپنے اپنے درجے اور کمال کے مطابق تھا اور خصوصاً آپ ﷺ کا وجد تو ہماری عقل اور شعور سے بالا تر ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت مولاناعبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نفحات الانس میں نقل کرتے ہیں کہ

حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت میں کوئی کسی چیز پر فخر کرے گا اور کوئی کسی پر میں صاحب وجد و حال امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے سوز سینہ پر فخر کروں گا

صاحب فتاوی بلخی جذب اور وجدکے بہت سے دلائل دینے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ

(ولا ینکرھاالاحمق اومجنون) یعنی کہ اس حالت سے سوائے احمق اور مجنون کے اور کوئی انکار نہیں کرتا۔(فتاوی بلخی المسمی عیون النکات شرح شروط الصلوۃ : ص:131)

شیخ ابن تیمیہ (متوفی728ھ) وجداور حال کے بارے میں اپنے فتوے میں لکھتے ہیں کہ

ومایحصل عند السماع والذکر المشروع من وجل القلب ودمع العین واقشعرار الجسوم فھذا أفضل الأحوال التی نطق بھا الکتاب والسنة. وأما الاضطراب الشدید والغشی والموت والصیحات فھذا إن

کان صاحبه مغلوبا علیه لم یلم علیه کما قد کان یکون فی التابعین ومن بعدهم فإن منشأه قوة الوارد علی القلب مع ضعف القلب والقوة والتمکن أفضل کما هوحال النبی صلی الله علیه وسلم والصحابة

ترجمہ:۔وہ کچھ جو سماع اور ذکر مشروع کے وقت حاصل ہو تا ہے جیسے دل کا خوف اور آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا اور بدن کا لرزنا،یہ سب کے سب اچھے حالات ہیں ۔کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اس پر ناطق ہیں ۔ جو کچھ شدید اضطراب ، بے ہوشی، وفات پاجانا اور چیخیں مارنے مغلوب الحال ہوتو اس پر کوئی ملامت نہیں ، جیسے تابعین اور ان کے بعد اولیاء اللہ کے احوال تھے۔اس لئے اس کا منشاءوہ قوت وارادہ ہے جو انکے دل پر وارد ہوتی ہے۔حالانکہ ان کا دل کمزور اور ضعیف ہوتا ہے۔ تمکن جو تلوین کے بعد حاصل ہوتی ہے یہ افضل ہے جو اکثر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کو تمکین کا حال تھا۔

(مجموع الفتاوی:باب الذکر بعد الصلاۃ: سئل عمن ینکر علی اھل الذکر وجھرھم بہ:جز22:ص520)

(الفتاوی الکبریٰ:کتاب الذکر والدعا:مسالۃ من یذکر فی جوفہ اذا صلی بسم اللہ بابنا:جز2ص385)

(مجموعۃ الفتاوٰی :ج1ص186)

(باب چہارم)

وجد، اعلیٰ حضرت اور علماء اہل سنت کی نظر میں

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضاخان بریلوی (متوفی 1340ھ) وجد اور تواجد کے بارے میں فتاوی رضویہ میں پہلے نا جائز وجد اور تواجد کے خلاف بہت سارے دلائل دینے کے بعد فرماتے ہیں کہ

ہاں اگر مغلوبین صادقین بے تصنع و بے اختیار ،یاد محبوب پر وجد میں آئیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی جان سے بھی بے خبر ہوں ،تو یہ دولت عظمیٰ و نعمت کبریٰ ہے ۔یہ حالت نہ زیر قلم ،نہ عمل اور نہ اس کا انکار کیا جاسکتا ہے۔[34]

اس کے بعد شفاء العلیل سے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ

ہمارا قول سچائی پر مبنی ہے ،ہمارے سادات صوفیاء، گھٹیا عادات سے پاک ہیں اور نمائشی صوفیاء سے نہیں۔حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 297ھ) سے جب وجد کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ سے خوشی پاتے ہیں اور اگر تمہیں یہ حالت نصیب ہوتی تو تم ان پہ اعتراض نہ کرتے۔(فتاوٰی رضویہ:ج24ص94)

اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے جائز وجد اور تواجد پر علامہ ابن کمال باشا ،علامہ عبدالغنی نابلسی اور علامہ قشیری وغیرہ کے اقوال نقل کئے ہیں۔

تفصیلات کیلئے (فتاوٰی رضویہ:ج24ص95)

اور پھر اعلی حضرت تواجد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

ولا شك ان تواجد فيه تشبه باهل الوجد الحقيقي و هو جائز بل مطلوب شرعاً قال رسول الله ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم(رواه طبراني في الاوسط عن حذيفة بن اليمان رضي الله عنه)

---

[34] (فتاوٰی رضویہ:ج24ص92 ،رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

ترجمہ:۔ بلاشبہ اس تواجد میں حقیقی وجد کرنے والوں سے مشابہت ہے اور یہ جائز ہے بلکہ شرعاً مطلوب ہے چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔اِسے امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔(فتاوی رضویہ ج24ص99 ،رضا فاؤنڈیشن)

آگے ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ

بالجملہ وجد صوفیاء کرام اصلاً محل طعن نہیں ۔اصلی اور نقلی میں تمیز مشکل ہے لہذا اساء ت ظن حرام و باطل ہے۔(فتاوٰی رضویہ:ج24ص154)

(2)**حضرت علامہ عبدالحق عرف ثانی صاحب آف مانکی شریف** (متوفی 1347ھ) فرماتے ہیں کہ

کلمہ توحید کے ذکر کے وقت غلبہ وجد کی وجہ سے سالک کا اختیار ختم ہو جاتا ہے ،اس کی ہیئت وحرکات کا کوئی لحاظ نہیں کیونکہ وہ اس وقت اپنے قبضے میں نہیں ہوتا۔[35]

(3)سندھ کے مشہور و معروف بزرگ پیر طریقت حضرت قبلہ **مفتی محمد قاسم مشوری** (مشوری شریف لاڑکانہ والے)انھوں نے بھی فتاوی قاسمیہ:ج2میں وجد کو مضبوط دلائل سے ثابت کیا ہے۔

(4) **علامہ پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑوی** فرماتے ہیں کہ

انسان انہی کیفیات کے وجود کو تسلیم کرتا ہے۔،جس سے اس کا واسطہ پڑتا ہے،مگر جن کیفیات و واردات سے وہ محروم ہوتا ہے، ان کے وجود سے صرف اسلئے انکار کردیتا ہے کہ وہ ان سے دوچار نہیں ہوا(راہ و رسم منزل ہا:ص9مہریہ نصیریہ پبلشرز)

(5) **علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی صاحب** (متوفی 2011ء) اپنے رسالے "وجد صوفیاء کا جواز "میں فرماتے ہیں کہ

---

[35] (تبیۃ المنکرین عن حقوق المرشدین :ص46)

بے ساختہ و بلا ارادہ وجد کا صدور ہو تو جائز ہے۔ہاں اس میں دکھاوا یعنی ریاو سمعہ(شہرت) سے ہوتو حرام ہے ،یہی حکم تواجد کا ہے۔(وجد صوفیاء کا جواز:ص9سیرانی کتب خانہ بہاولپور)

مزید فرماتے ہیں کہ

وجد ہو یا تواجد اسی طرح وجود ہو یا رقص یہ صوفیاء کرام کی اصطلاحی الفاظ ہیں ان الفاظ کا انکار نہ تو کوئی جاہل کرسکتا ہے اور نہ ہی یہ اہل علم کو معلوم ہے۔امام قشیری نے 73بزرگان دین و کاملین شرع سے ان الفاظ کی اصطلاحات بیان کی ہیں جو تیسری اور چوتھی صدی تک کے ہیں۔(وجد صوفیاء :ص 26)

اویسی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ

صوفیاء کرام پر تنقید و اعتراض حرام ہے ،جو ایسا کرتا ہے وہ محروم القسمت ہے(وجد صوفیاء:ص28)

نیز لکھتے ہیں کہ

وجد کی کیفیت کا انکار سورج کے وجود کے انکار کے مترادف ہے (وجد صوفیاء:ص40)

(6) **مفتی محمد غلام فرید ہزاروی صاحب** ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ

وجد عموماً بعض ذی روح چیزوں خصوصاً اہل ایمان میں سے ایسے حضرات کو ہوتا ہے جو تلاوت قرآن،نعت رسول ﷺ یا ذکر باری تعالی یا بزرگان دین کی تعریف و توصیف سنتے ہیں تو ان پر کسی خاص کیفیت کا ورود ہوتا ہے۔(فضیلت الذاکرین فی جواب المنکرین:ص21)

(7) **علامہ شاہ تراب الحق قادری صاحب** فرماتے ہیں کہ

حالت جذب والے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نقش قدم پر ہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تجلی الہی کی تاب نہ لاکر بے ہوش ہوگئے تھے۔لیکن یاد رہے کہ جذب کی کیفیت از خود طاری ہوتی ہے جان بوجھ کر طاری نہیں کی جاتی۔

(تصوف وطریقت :ص 130 قادریہ پبلشرز کراچی)

(8) **شیخ الحدیث محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب** شیخ محقق کی کتاب فقہ وتصوف کے ابتدائیہ میں فرماتے ہیں کہ وجد اور جذب کی کیفیت تین(3)حال سے خالی نہیں۔

1۔کسی شخص پر اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ حقیقتاً طاری ہو جائے اور اس سے مختلف حرکات صادر ہوجائیں مثلاً اٹھ کھڑا ہو ،تڑپنے لگے تو وہ شخص بلا شبہ مبارک اور مسعود ہے۔

2۔اہل اللہ کی مشابہت کیلئے وہی انداز اختیار کرے۔اسے تواجد کہتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے۔

3۔ریاکاری اور لوگوں کو دکھانے کیلئے کہ لوگ اسے ولی سمجھیں۔یہ حرام اور شرک خفی ہے۔

(فقہ وتصوف:ص74مکتبہ قادریہ لاہور)

(9) **علامہ سید احمد علی شاہ سیفی حنفی ماتریدی** صاحب فرماتے ہیں کہ

ثبوت وجداور تواجد حرکت غیر اختیاری جوصوفیاء کرام پرانوار وتجلیات کے غلبے کے باعث آتاہے وجد کہلاتاہے اور اگر تکلف کے ساتھ یہ حال اپنے اوپر کوئی لائے توتو اجد کہلاتا ہے۔ وجداورتواجد کے ثبوت میں بے شمار آیات، احادیث، اقوال فقہاء وصوفیاء واردہیں کہ جنہیں بیان کرنے سے ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔(تحفۃ الاحباء:ص152)

(10) **مولانا محمد ظفرعباس محمدی سیفی صاحب** وجد ، تواجد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

وجد ایک ایساروحانی جذبہ ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے باطن انسانی پرواردہو جس کے نتیجہ میں خوشی یاغم کی کیفیت پیداہوتی ہے اس جذبہ کے واردہونے سے باطن کی ہیئت بدل جاتی ہے اور اس کے اندررجوع الی اللہ کا شوق پیداہوتا ہے گویاوجدایک قسم کی راحت ہے یہ اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کی صفات نفس مغلوب ہوں اوراس کی نظریں اللہ تعالی کی طرف لگی ہوں۔(مخزن طریقت:ص:102)

(11)علامہ حافظ نذیر احمد سیفی صاحب لکھتے ہیں کہ

دوران ذکر حرکت کرنا اچھا عمل ہے ۔اس سے عباداتِ ذکر کیلئے جسم میں چستی پیدا ہوتی ہے اور جسم کو ذکر کیلئے ہشاش بشاش رکھتی ہے۔اس کا جواز شریعت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ

السلام میں موجود ہے۔کیونکہ اس کے ذریعے دل کی حاضری میں مدد ملتی ہے جب کہ نیت درست ہو۔کیونکہ ہر شخص کیلئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے۔

(مرشد کامل کی ضرورت کیوں؟:ص160 ضیاء القرآن پبلشرز)

(12)حضرت پیر طریقت و رہبر شریعت غلام حسین شاہ بخاری غفاری صاحب مدظلہ العالی(قمبر والے) جو کہ سندھ کی مشہور شخصیت ہیں آپ کی تقریر کے دوران بھی فقراء پر وجد کی کیفیت طاری رہتی ہے۔

(13)حضرت پیر الیاس قادری صاحب (امیر دعوتِ اسلامی) پر بھی وجد اور تواجد کی کیفیت طاری ہوئی جس کی عاجز کے پاس دو ویڈیوز بھی موجود ہیں۔

(14)محترم ڈاکٹر طاہر القادری صاحب نے اس موضوع پر اردو اور انگریزی میں کئی خطابات کئے ہیں۔جن میں وجد،تواجد،رقص اور ان جیسی کیفیات کو کافی دلائل سے ثابت کیا ہے۔یہ بیانات انٹر نیٹ پر بآسانی مل سکتے ہیں۔

(باب پنجم)

وجد اشرف علی تھانوی اور علماء دیوبند کی نظر میں

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب (متوفی 1332ھ) لکھتے ہیں کہ

وجد آنا ایک نا آشنا اور بہتر حال ہے جو سالک پر آتا ہے۔(التکشف)

نیز لکھتے ہیں کہ

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ والی حدیث سے وجد ثابت ہوتا ہے۔وجد سے انکار نہیں ہو سکتا۔(التکشف:454یونیورسٹی بک ایجنسی،کابل گیٹ پشاور)

تھانوی صاحب مزید فرماتے ہیں کہ

کسی حالت محمودہ غریبہ کا غلبہ اصطلاح میں وجد کہلاتا ہے۔تذرفان(یعنی قرآن سن کر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے) سے اس کی اصل ثابت ہوتی ہے۔احادیث میں کاملین کا وجد مذکور ہے اور قرآن مجید میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کیفیت قلب پر وارد ہو اور اس کو اس کی حالت سے بدل ڈالے جیسا حزن و سرور یہ وجد کہلاتا ہے اور اگر صاحب وجد کو بیخود کردے تو اسکو وجود کہتے ہیں اور اگر خود تغیر نہ ہو مگر سالک تغیر پیدا کرنے کا قصد کرے تو اسکو تواجد کہتے ہیں۔

(شریعت و طریقت :ص308ادارہ اسلامیات پبلشرز 190انار کلی لاہور،التکشف:442)

نیز، تھانوی صاحب امداد المشتاق میں لکھتے ہیں کہ

امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی معنوی کا درس دے رہے تھے جس میں جذب کا ذکر تھاحضرت نے جذب کی تعریف کر کے فرمایا کہ خاندان چشتیہ میں اکثر کو وجدغالب ہوجاتا ہے۔ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مخدوم صابر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ بھی بتایا جو ہر وقت استغراق کے عالم میں رہتے تھے(امداد المشتاق:ص126مکتبہ اسلامیہ لاہور)

(2)**رشید احمد گنگوہی صاحب** ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ

صلحا کا حال (وجد)صالح ہے اور فساق کا حال خراب ہے۔صحابہ کو بھی حال آتا تھا۔وجد جو بے اختیار ہو وہ مستحسن (اچھا)ہے۔(فتویٰ رشیدیہ:ص50محمد علی کارخانہ اسلامی کتب کراچی)

(3)**مولانا مفتی فرید صاحب** وجداور جذب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

وجدایک غیر اختیاری امر ہے سلف صالحین پر بھی طاری ہواہے لہذا اس پرانکار نہیں ہے۔(فتاوی دیوبند پاکستان المعروف بہ فتاوی فریدیہ :ج:1:ص:397)

(4)اگرمجذوب سے دوران وجد کفریہ الفاظ صادر ہوجائیں تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ۔اس لئے کہ اس پر انوار الہی غالب آگئے ہیں اور یہ **مغلوب** اور **مسلوب** الاختیار ہے۔
(کمال الشیم :مترجم خلیل احمد سہار نپوری : شارح بخاری :206: تربیت سالکین :ج:1:ص:141:تکشف :ص:70)

(5)**مولانا عاشق الہی میرٹھی صاحب** لکھتے ہیں کہ رشید احمد گنگوہی صاحب درس میں ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ طریقت اور سلوک کا شوق بھی دلاتے تھے۔ اسی دوران کسی کسی طالب علم کو وجد بھی آجاتا تھا۔مولانا روشن خان بھی دوران درس کبھی کبھی اس حالت میں اچھل پڑتے اور رویا کرتے تھے۔(تذکرۃ الرشید :جز1ص93مکتبہ بحر العلوم)

(باب ششم)

نماز میں وجد

بعض فقراء اہل ذکر کو حالت نماز میں وجد ہوتا ہے اور بے اختیار ان سے ایسے افعال صادر ہوتے ہیں اگرچہ جان بوجھ کر خود نہیں کرتے لہذا ایسے فقراء کی نماز نہیں ٹوٹتی۔اس بارے میں علماء کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

(1)علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک قاری سے یہ آیت کریمہ سنی (وان جہنم)تو چیخ ماری اور دونوں ہاتھ سر پر رکھ لئے اور سر گرداں و پریشان باہر نکل گئے اور یہ سمجھ نہیں رہے تھے کہ کس جانب جائیں۔تین دن تک اسی کیفیت میں رہے۔(تنبیہ المغترین۔حدیقۃ الندیہ ص109)

(2)امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ترجمہ:۔مسلوب الاختیار سالک پراسرار وارد ہوتے ہیں اسے معذور سمجھا جائے گا۔جب اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوجائیں۔اللہ،اللہ،اللہ کبھی ھو،ھو،ھو کبھی لا،لا،لا کبھی آ،آ،آ کبھی ھا،ھا،ھااور کبھی بغیر حروف با معنٰی کے آواز نکالنا اور کبھی غیر معنٰی الفاظ کا اس کی زبان سے ادا ہونا۔تو اس وقت سالک کیلئے ادب یہ ہے کہ اسکا وارد تسلیم کرلیا جائے اور جب وارد ختم ہو جائے پھر اسکے لئے ادب یہ ہے کہ اس سے کسی بارے میں سوال نہ کیا جائے۔(انوار قدسیہ ج 2ص39)

(3)صاحب فقہ علی مذاہب اربعہ علامہ عبد الرحمٰن جزیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی1360ھ) نے تافیف یعنی اف،اف کرنا باکی(رونے والے) کی طرح شمار کیا ہے۔

(4) کفایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ سئلت عائشۃ رضی اللہ عنہا عن الانین فی الصلاۃ۔فقالت ان کان من خشیۃ اللہ لا تفسد صلاتہ و ان کان من الالم تفسد

ترجمہ :۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال ہوا کہ نماز میں آہ کرنا کیسا ہے؟آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ کے خوف سے ہو تو نماز فاسد نہیں ہو گی اگر درد یا مصیبت کے باعث ہو تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔(کفایہ شرح ہدایہ: باب،مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا:ج 1: ص342)

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں علامہ بدر الدین العینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وَقَالَ السفاقسی: أَجَاز الْعلمَاء الْبكاء فِي الصَّلَاة من خوف الله تَعَالَى وخشيته. قَالَ ابْن الْمُبَارك: إِذا كَانَ غَالِبا فَلَا بَأْس، وَعند أبي حنيفَة إِذا ارْتَفع تأوهه أَو بكاؤه فَإِن كَانَ من ذكر الْجنَّة وَالنَّار لم يقطعهَا، وَإِن كَانَ من وجع أَو مُصِيبَة قطعهَا، وَعَن الشَّافِعِي وَأبي ثَوْر: لَا بَأْس بِهِ إلاَّ أَن يكون كلَاما مفهوما۔

ترجمہ:۔امام سفاقسی فرماتے ہیں کہ علماء نے نماز میں اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کی وجہ سے رونے کی اجازت دی ہے۔ابن مبارک فرماتے ہیں کہ جب غالب ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب نمازی کا رونا بلند آواز سے ہو تو اگر وہ جنت اور دوزخ کے ذکر کی وجہ سے ہو تو نماز نہیں ٹوٹے گی اور اگر وہ کسی تکلیف یا مصیبت کی وجہ سے ہو تو ٹوٹ جائے گی۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابی ثور علیہ الرحمہ کے نزدیک اس میں کوئی مضائقہ نہیں مگر یہ کہ سمجھ میں آنے والا کلام ہو۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: کتاب مواقیت الصلاۃ: باب اذا بکی الامام فی الصلاۃ: جز5 ص252)

(5)فتاویٰ تاتار خانیہ میں مغلوب الحال سالک کیلئے نماز کی حالت میں یا نماز سے خارج میں یہ حال اور چیخیں مارنا جائز لکھا ہے۔

(6)حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مسجد میں رمضان کے مہینے کی ایک رات امام کے پیچھے نماز پڑ رہے تھے ۔جب امام نے یہ آیت پڑھی (ولئن سئلنا لذ ھبن بالذی اوحینا الیك) تو حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسی چیخ ماری کہ لوگوں نے گمان کیا کہ ان کی روح پرواز کرگئی ۔ان کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا، ان کے لطائف نے تیزی سے حرکت کرنا شروع کر دی۔(احیاء العلوم ج2ص388)

(7) حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ صلوٰۃ کسوف ادا فرما رہے تھے ۔ حدیث کے آخر میں ہے کہ سجدے میں حضور ﷺ اف، اف فرماتے اور روتے رہے ۔[36]

(8) حضرت مطرف کی ایک رویت ابو داؤد سے ملاحظہ فرمائیں کہ

عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الرَّحَى مِنَ الْبُكَاءِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

حضرت مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے سینے مبارک سے چکی کی آواز کی مانند آواز آرہی تھی۔[37]

(9) علامہ شیخ احمد طحطاوی علیہ الرحمہ حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں تحریر فرماتے ہیں۔

الوجد مراتب وبعضه يسلب الاختيار فلا وجه لمطلق الإنكار وفى التتارخانية ما يدل على جوازه للمغلوب الذى حركاته كحركات المرتعش

ترجمہ: وجد کی کئی اقسام ہیں ایک وجد ایسا ہوتا ہے جو اختیار کو سلب کرلیتا ہے۔ پس مطلقًا انکار کیلئے کوئی گنجائش نہیں ۔فتاوی تاتارخانیہ میں ہے مغلوب الحال سالک جس کی حرکات مرتعش کی حرکات کی طرح بغیر اختیاری ہوتی ہیں(اس کے لئے نماز کے اندر بھی یہ حالت جائز ہے)۔(حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح : کتاب الصلاۃ: فصل فی صفۃ الاذکار: جز1 ص319: ص:174)

(10) فتاوی عالمگیری میں مرقوم ہے کہ ولو ان فی صلوۃ او تاوہ اوبکی فارتفع بکاۂ فحصل له حروف فان كان من ذكر الجنة اوالنار فصلوة تامة وان كان من وجع اومصيبة فسدت صلوته

---

[36] (شمائل ترمذی :ص 27 باب بکا نبی ﷺ : ابو داؤد شریف میں کتاب الصلاۃ :الکسوف ،باب من قال:یرقع رکعتین:ج1،ص169:::: جز1 ص310 حدیث 1194)

[37] (ابو داؤد : کتاب الصلاۃ: باب البکاء فی الصلاۃ: جز1 ص238 حدیث 904:::: ایضاً فی: جمع الفوائد و مشکوٰۃ)

ولوتاوہ لکثرۃ ذنوب لا یقطع الصلوۃ وتفسیر الانین ان یقول آہ آہ وتفسیر التاوہ ان یقول اوہ کذا فی التاتارخانیۃ۔

ترجمہ: اگرکسی نے نماز میں آہ کی یا اوہ کہایا بکاء مرتفع(بلند آواز) سے رویا جس کی وجہ سے حروف حاصل ہوں پس اگر یہ حالت جنت یادوزخ کی یاد کی وجہ سے ہو تو نماز صحیح اور کامل ہے اوراگر یہ حالت دنیاوی دردیا مصیبت کی وجہ سے ہو تو پھر نماز فاسد ہے۔اگر گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اوہ کیا تو بھی نماز فاسد نہیں ہوئی۔ انین کامطلب یہ ہے کہ آہ آہ کریں اور تاوہ کا مطلب یہ ہے کہ اوہ کریں جیسا کہ فتاوی تاتارخانیہ میں مذکورہے۔(فتاوی عالمگیری :ج:1:ص:100)

(11)فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری پر عبارت اس طرح ہے کہ

’وان ارتفع صوتہ فحصل بہ حروف ان کان من ذکر الجنۃاو النار لم تفسد صلوۃوان کان من وجع او مصیبۃ تفسد صلوۃ‘

ترجمہ: اگر نماز میں آواز مرتفع ہوگئی اور اس سے حروف حاصل ہوں تواگر جنت یادوزخ کی یاد کیوجہ سے ہے تو نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر دنیاوی دردیا مصیبت کی وجہ سے روئے تو پھر نماز فاسد ہوجائے گی۔(فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری :ج:1:ص:136)

(12)علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ جو بغداد کے مشہور قاضی ومفتی تھے آپ کے دور میں ایک اعتراض ہوا جس کے متعلق یوں فرماتے ہیں کہ

سمعت بعض المنکرین یقولون: إن کانت ھذہ الحالۃ مع الشعور والعقل فھی سؤ أدب ومبطلۃ للصلاۃ قطعا وإن کانت مع عدم شعور وزوال عقل فھی ناقضۃ للوضؤ ونراھم لا یتوضؤون، وأجیب بأنھا غیر اختیاریۃ مع وجود العقل والشعور، وھی کالعطاس والسعال ومن ھنا لا ینتقض الوضؤ بل ولا تبطل الصلاۃ

ترجمہ :۔ میں نے بعض منکرین سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت شعور اور عقل کے ساتھ ہو تو سوئے ادب اور نماز کو باطل کرنے والی ہے اور اگر یہ عدم شعور اور عقل کے زوال کی وجہ سے ہو تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور ہم انہیں دیکھتے ہیں کہ وہ وضو نہیں کرتے۔

اس کے جواب میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ

میں منکرین وجد کو جواب دیتا ہوں کہ(نماز میں وجد یا آہ،اوہ،اف،اف کرنا)یہ حالات غیر اختیاریہ ہیں ۔عقل اور شعور کے ساتھ اس کی مثال کھانسی یا چھینک کی طرح ہے،جو ایک غیر اختیاری فعل ہے اس وجہ سے نہ نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ وضو ٹوٹتا ہے۔

(تفسیر روح المعانی:سورۃ الاعراف:آیات154 تا168 :جز5ص81)

(13)فتاوی امجدیہ میں مولانا امجد علی اعظمی صاحب لکھتے ہیں کہ

ذکر جنت ونار پراگر گر یہ طاری ہوا ور آہ اف وغیرہ الفاظ زبان سے نکل گئے تو نماز فاسدنہ ہوگی اوراگر ایک دوقدم ایسی حالت میں آگے یا پیچھے ہٹ گیا جب بھی حرج نہیں۔ (درمختار میں ہے) لالذکر جنۃ اونار (ردالمحتار میں ہے) لان الانین ونحوہ اذا کان بذکر ھماصار کانہ قال اللھم انی اسئلک الجنۃ واعوذ بک من النار ولوصرح بہ لا تفسد صلوتہ (فتاوی امجدیہ :ج:1:ص:181مکتبہ رضویہ کراچی)

(14)حضرت علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب فرماتے ہیں کہ

کتب فقہ منیۃ المصلی، قدوری ،کنز الدقائق ،درمختار اور فتاوی عالمگیری،قاضی خان میں باختلاف یہ عبارت موجود ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جنت کے شوق اور دوزخ کے خوف سے نماز میں رونا اور آہ کرنا مفسد نماز نہیں ،بلکہ اگر مقتدی کو امام کی قرأت اچھی معلوم ہوئی اور رو کر کہے،کیوں نہیں یا ہاں یا البتہ تو بھی نماز فاسد نہیں ہوگی یہ سب عبارتیں ظہور الصفات اور تحقیق الوجد میں واضح ہیں جو چاہے دیکھ کر تسلی کرلے جن کے مطالعہ کے بعد ممکن نہیں کہ کوئی با انصاف انسان انکار کر سکے۔(وجد صوفیاء:ص54)

(15)مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ

جنت اور دوزخ کی یاد سے اگر آہ یا اف وغیرہ بھی منہ سے نکل جاوے تب بھی نماز فاسد نہیں ہوتی ۔(امداد الفتاوی:ج:1:ص:278دارالعلوم کراچی)

(16)مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ

اگر بے اختیار حرکات صادر ہوتی ہیں جن کو صوفیاء کی اصطلاح میں وجد ،حال اورغلبہ کہتے ہیں ۔تو چیخنے اور چلانے یا قہقہ لگانے سے نماز فاسد نہ ہوگی ۔بشرطیکہ قبلہ سے سینہ نہ پھرے اور امام کی قرأت سے متاثر ہونے سے بھی نماز نہیں ٹوٹتی ۔

(امداد الاحکام :ج1:ص 461)

لہذافقہی مسئلے سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ احوال وجد میں سے ایک قسم ہے۔ جوواردہوتے ہیں بلکہ یہ زیادہ خشوع اور خضوع پر دلالت کرتے ہیں۔مگر نماز میں جان بوجھ کر کوئی بھی کلمات زبان پر نہ لائے جائیں لیکن اگر بلا اختیار کلمات زبان پر آجائیں تو نماز میں کوئی فرق نہیں آئے گا یعنی نماز ہوجائے گی۔

(باب ہفتم)

وجد واقعات کی روشنی میں

(1)علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ

ایک دن موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کے سامنے ایک حکایت بیان فرما رہے تھے کہ اس دوران ایک شخص پر وجد طاری ہوا اور اس نے چیخ ماری تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو ڈانٹا اسی وقت وحی نازل ہوئی کہ اے موسی اس شخص نے میری محبت میں چیخ ماری آپ کو کیونکر انکار ہے۔(انوارالقدسیہ :ج:1:ص:185)

☆معلوم ہوا کہ وجد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی ہوا کرتا تھا۔

(2)حضرت داؤدعلیہ السلام کی مجلس میں دور ان ذکر و تبلیغ بہت سے اشخاص دنیا سے رخصت ہوجایا کرتے تھے ۔ ایک مرتبہ خود بھی حضرت داؤد علیہ السلام بے ہوش ہوگئے تھے اور حاضرین مجلس سے چار سواشخاص کے جنازے اٹھے۔(الاحیاء:ج:2:ص:68:عوارف المعارف :ص:111)

(3)ابو الحسن دراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

حضرت ابو بکر شبلی، حضرت ابوالحسن ثوری ،حضرت سمعون المحب ،حضرت سعدون المجنون رحمۃ اللہ تعالی علیہم اور انکی طرح اور دیگر اولیاء اللہ جیسے حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بعض علماء کے اقوال نقل کئے ہیں اور علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ

ترجمہ:۔حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے تھے اور وجد آپ پر طاری تھا اور کپڑے پھاڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ میں نے تیرے عشق میں اپنے کپڑے پھاڑ لئے اور میرا مقصد کپڑے پھاڑنا نہ تھا۔میرا ارادہ یہ تھا کہ میں اپنے دل کو پھاڑ لوں مگر میرا ہاتھ گریبان سے ٹکرا گیا اگر دل میرے ہاتھ میں آجاتا تو یہ پھٹ جانے کا زیادہ مستحق تھا۔

(الحدیقہ :ج:2ص524)

(4) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (متوفی 1052ھ) فرماتے ہیں کہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ جب وعظ کیلئے کرسی پر تشریف فرماہوتے تو تقریر مختلف علوم پر ہوتی تھی۔ حاضرین حضرت شیخ کی عظمت اور ہیبت کی وجہ سے خاموش بیٹھے رہتے۔اچانک آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے (مضی القال وعطفنابالحال) یعنی قال ختم ہوا اوراب ہم حال کی طرف آتے ہیں۔ اس جملے کیساتھ ہی حاضرین پر وجدطاری ہوجاتاکچھ رونے لگتے بعض کپڑے پھاڑ نا شروع کردیتے اور بعض بے ہوش ہوکرجان دے دیتے۔آپ کی محفل سے اکثر بہت سارے جنازے اٹھتے تھے۔(اخبارالاخیار:ص37، سیف المقلدین علی اعناق المنکرین ص537)

ایک مرتبہ تو امام جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کی مجلس میں وجد کیا اور اپنے کپڑے بھی پھاڑ دیئے تھے۔

(5) حضرت ابو وقاق رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات سے بعض لوگوں کا وجد میں وصال پانا بھی مروی ہے۔

(6) خواجہ ہاشم کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی برکات احمدیہ میں ایسے واقعات درج کئے ہیں مثلاً حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال میں ہے کہ ان کی خدمت میں ایک صاحب خواجہ برہان حاضر ہوئے جو پہلے کسی دوسرے سلسلے میں نسبت اور اجازت حاصل کر چکے تھے وہ تصور شیخ کی نگہداشت سے اس قدر جذب سے مغلوب ہوئے کہ بڑھاپے کے باوجود قریب قریب دو ہاتھ اوپر اچھلتے تھے اور خود کو دیوار اور درخت پر مارتے تھے اورکسی طرح قابو میں نہیں آتے تھے۔

(7) حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 768ھ) ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ

ایک بزرگ چند فقراء کے ساتھ کہیں گئے ان میں ایک قوال بھی تھا اور ایک صاحب حال فقیر بھی تھا جو باربار قوال کو کچھ نہ کچھ سنانیں کا کہتا رہتا تھا۔جب قوال کوئی کلام سناتا تو اس فقیر کو حال آجاتا تو اس بزرگ نے اس فقیر کی سرزنش کی کہ آخر یہ کیسا وجد

ہے۔اس پر وہ فقیر چپ رہا۔بزرگ فرماتے ہیں کہ کچھ دیر بعد میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ فقیر ہوا میں رقص کر رہا تھا۔میں اس کی طرف دوڑ کر گیا تاکہ اس سے معافی مانگوں ،مگر وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا اور اس کے نہ ملنے کا اب تک مجھے افسوس ہے۔

(بزم اولیاء: ص319 مکتبہ زاویہ لاہور)

آپ مزید ایک واقعہ نقل (Narrate) فرماتے ہیں کہ

شیخ کبیر محمد بن ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ بھی سماع اور وجد کے قائل تھے ۔بعض فقہا آپ پر اعتراض کرتے تھے ۔ایک دن عین سماع کی حالت میں آپ نے ایک فقیہ سے فرمایا کہ اوپر دیکھ جب انھوں نے سر اٹھایا تو ہوا میں فرشتے رقص کرتے ہوئے نظر آئے۔

(بزم اولیاء: ص323 مکتبہ زاویہ لاہور)

(8)امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 774ھ) فرماتے ہیں کہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے بہنوئی شاہ ابو سعید المظفر جب میلاد مناتے اور میلاد کی تقریبات میں سے ایک محفل سماع بھی ہوتی تھی۔جس میں وہ صوفیاء کے ساتھ وجد کرتے تھے۔

(البدایہ والنہایہ:ج9،اقتباس تقریر طاہر القادری صاحب)

نوٹ :،طاہر القادری صاحب کے وجد اور رقص کے موضوع پر اردو اور انگریزی میں کئی بیانات موجود ہیں۔جو کہ نہایت مدلل اور مستند ہیں۔

(9)مفسر قرآن حضرت شیخ فخر الدین علی بن حسین المشہور واعظ کاشفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ مشہور ومعروف ماہر علم نحو و منطق حضرت سید میر شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مجلس میں تشریف فرماتھے کہ آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اس عالم میں آپ کے سر سے دستار بھی گر پڑی ۔کافی دیر بعد جب سنبھلے اور آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا بڑے عرصہ سے یہ میرے دل کی خواہش تھی کہ کاش مجھے ایک ساعت ہی ایسی میسر آجائے جس میں میری لوح مدر کہ (عقل

وخرد) سے علمی نقوش (مختلف علوم عقلیہ کے خیالات) مٹ جائیں تو بہتر ہے۔ الحمدللہ آج مجھے وہ مطلوب ساعت میسر آگئی اور مجھے غیر معمولی لذت و سرور حاصل ہوا۔

(رشحات:ص:82)

ولی کے غائبانہ کلام سے وجد

(10)حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی چشتی رحمۃ اللہ علیہ(جوکہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد گرامی شیخ رکن الدین کے مرشد تھے) جن کے متعلق یہ مشہور ہے کہ آپ کو مطلق آواز یہاں تک کہ چکی کے پیسنے کی آواز پر بھی وجد ہو جاتا تھا۔

(کسانکہ این پرستی کنند باآواز دولاب مستی کنند)

یہ حضرت ایک بار تھانیسر(ایک جگہ کا نام) تشریف لے گئے جہاں ان کے ایک جولاہا(کپڑے بنانے والے) مرید بھی رہتے تھے اور فقہی مسائل کے سلسلہ میں حضرت مولانا جلال الدین صاحب کی طرف رجوع کرتے تھے یعنی ان کے شاگرد تھے ایک مرتبہ مولانا موصوف نے فقیر صاحب مذکور کو فرمایا تمہارے ناچو(ناچنے والے) پیر صاحب بھی تو آئے ہیں ان کو میرا سلام کہنا (اس سے ان کا مقصود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کثرت وجد پر تنقید کرنا تھا)گو مولانا صاحب کے یہ کلمات ان کو شاق گزرے لیکن صبر کیا اور چلے آئے موقع مناسبت سے یہ بات حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بتا دی شاہ صاحب سن کر مسکرائے اور فرمایا اگر آئندہ میرے متعلق یہ کلمات (ناچو پیر)دہرائے تو ان کو کہنا وہ ناچتے بھی ہیں اور نچاتے بھی ہیں۔چنانچہ دوسری بار جب فقیر صاحب کے سامنے مولانا صاحب نے مذکورہ کلمات دہرائے تو انہوں نے فوراً کہہ دیا کہ وہ ناچتے بھی ہیں اور نچاتے بھی ہیں یہ الفاظ سنتے ہی مولانا صاحب کی حالت دگر گوں (عجیب)ہوگئی۔ حالت وجد کا غلبہ ہوگیا اور کھڑے ہو کر ناچنے لگے یہاں تک کہ مسام سے خون رسنے لگا۔ بالآخر یہی

مولانا جلال الدین حضرت شاہ صاحب عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ بنے۔یہ کیا تھا ،ایک اللہ والے کے غائبانہ کلام کا اثر و کمال۔ (رسالہ الظاہر ص24، مطبوعہ مکتبہ تھانوی الابقاء کراچی)

(11)سندھ کے مشہور ولی حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات میں ہے کہ جب آپ حضرت شاہ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ (بلڑی والے)کے عرس کے موقع پر تشریف لے گئے سماع کے وقت آپ پر وجد کا اس قدر غلبہ ہواکہ اپنے کچھ کپڑے(قمیص یاعمامہ وغیرہ) اتار کر دوہے (اشعار)پڑھنے والے فقراء کی طرف پھینک دیئے۔یہ دیکھ کر دوسرے لوگوں نے بھی کپڑے ان کی طرف پھینکے۔یہاں تک کہ اس قدر کپڑوں کا وزن ہوگیا کہ اونٹ ہی اٹھا سکتا تھا (بھٹ دھنی،ص56)

ولی کی زیارت سے وجد

(12)حضرت سلطان الاولیاء سید شاہ مردان شاہ اول رحمۃ اللہ تعالی علیہ (چھٹے پیر صاحب پاگارہ جوکہ حضرت کوٹ دھنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے لقب سے مشہور تھے) کے حالات زندگی میں مرقوم ہے کہ آپ دستور (Routine)کے مطابق 27رجب کو مریدین کو زیارت سے مستفیض فرماتے اور نصیحت فرماتے تھے تو بہت سے فقراء پر وجدوحال طاری ہوجاتاتھا کئی بے ہوش ہوکر گر پڑتے تھے جبکہ گر یہ وزاری تو جماعت میں عام ہوتی تھی۔

(تاریخ پاگاران:ص:10)

(13)حضرت سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی وجدانی کیفیت میں رہا کرتے تھے ۔اس بارے میں آپ کے کئی واقعات بھی ہیں۔تفصیلات (مہر منیر:ص157)

* واصف علی واصفؔ صاحب کی کتاب گفتگو میں بھی وجد اور وجدان کے متعلق لکھا ہے۔ (گفتگو:ج10ص209کاشف پبلی کیشنز)

(14)حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی وجد طاری ہو ا آپ اکثر استغراق کی حالت میں رہتے تھے۔(اولیاء ملتان :ص19سنگ میل پبلیکیشنز)

(15)ولی کامل حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1096ھ) جو کہ عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم بن امام ربانی قدس سرہ کے صاحبزادے ہیں۔آپ پر اکثروجدانی کیفیت طاری رہتی تھی۔کسی کی زبان سے لفظ اللہ سنتے تو آپ پر وجد طاری ہوجاتا تھا۔بسا اوقات مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے۔ ایک مرتبہ آپ تہجد کیلئے اٹھے تو بانسری کی آواز سنی بے تاب ہو کر گر پڑے،جس سے دست مبارک پرچوٹ آگئی۔ تو فرمایا کہ لوگ ہمیں بے درد کہتے ہیں ، بے درد وہ خود ہیں جو سماع کی تاثیر پر صبر کرتے ہیں۔

(علماء ہند کا شاندار ماضی :ج1ص306،مقامات مظہری مترجم :ص70)

(16)حضرت مرزا مظہرجان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1195ھ) کی توجہ کی تاثیر سے لوگ بے تاب ہوجاتے اور کمال استغراق کی وجہ سے بے خود ہو کر گر پڑتے اور شوق کی حرارت دلوں کو راہ سلوک پر آمادہ کرتی اور محبت کی جاذبہ سے مقامات طے کرتے۔

(مقامات مظہری :ص44)

توجہ سے وجد

(17)ایک بار نماز فجر کے بعد ذکر و مراقبہ سے پہلے حضرت مرزاجان جاناں نے یہ فرماتے ہوئے مولانا کرامت علی صاحب پر توجہ فرمائی ۔کہ بحق بہاؤالدین میں تجھے بے محنت دوں گا ۔بقول مولانا صاحب میں بے ہوش ہو گیا۔گویا میرا دل سینے سے باہر نکل گیا ہے مدت بعد ہوش میں آیا تو آپ حلقہ سے فارغ ہو چکے تھے اور میں دھوپ میں تھا۔

(مقامات مظہری206)

(18)حضرت اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں کہ

ایک دفعہ علاؤالدین الخلوتی بروسہ شہر میں وعظ کیلئے منبر پہ بیٹھے،بہت سارے لوگ ان کی تقریر سننے کیلئے جمع تھے۔حضرت خلوتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار کہا یا اللہ ،پوری جماعت پر

ایک حالت طاری ہو گئی اور رقص کرنے (ناچنے) لگے۔ قریب تھا کہ اس آہ و بکا سے نہ لوٹتے۔ (تفسیر روح البیان، ص398، 1-2)

(19) حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ پر جب تواجد کی کیفیت طاری ہوئی تو لوگوں نے آپ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا تو آپ نے یہ اشعار ارشاد فرمائے کہ

نمی دانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم	مگر نازم بآں ذوقے کہ پیش یار می رقصم
بیا جاناں تماشا کن کہ در انبوہ جانبازاں	بصد ساماں رسوائی سر بازار می رقصم
تو ہر دم می سرائی نغمہ و ہر بار می رقصم	بہر طرزی می رقصانی من اے یار می رقصم
تو آن قاتل کہ از بہر تماشہ خوں من ریزی	من آں بسمل کہ زیر خنجر خونخوار می رقصم
اگر چہ عالم قطرہ شبنم نپائد بر سر خارے	منم آں قطرہ شبنم بہ نوک خار می رقصم
کجا رندی کہ پامالش کنم صد پارسائی را	زہے تقوی کہ من باجبہ و دستار می رقصم
مرا خلقے ہمی گوید گداچندی چہ می رقصی	بہ دلداریم اسرار ازاں اسرار می رقصم
منم عثمان ہارونی و یار شیخ منصورم	ملامت می کند خلقے و من بردار می رقصم

ترجمہ:۔ از استاد محترم علامہ زاہد الحق نقشبندی صاحب۔

(1) میں نہیں جانتا کہ اپنے محبوب کے دیدار کے وقت کیوں رقص کرتا ہوں۔
مگر مجھے اس بات پر فخر ہے کہ یار کے سامنے رقص کرتا ہوں۔

(2) اے محبوب آپ جانبازوں کے چشمے میں یہاں نظر فرمائیں۔
بے حساب رسوائی کے باوجود میں سب کے سامنے رقص کرتا ہوں۔

(3) آپ جب بھی نغمہ سرائی کرتے ہیں، میں ہر بار رقص کرتا ہوں۔
اے میرے پیارے! آپ کی ہر ادا پر میں رقص کرتا ہوں۔

(4) آپ وہ قاتل ہیں کہ اپنے دیدار سے میرا خون بہاتے ہیں۔
میں وہ مرغِ بسمل ہوں کہ خون خوار تلوار کے نیچے بھی رقص کرتا ہوں۔

(5)اگر چہ تمام لوگ کانٹے کی نوک پر شبنم کا قطرہ نہیں پاتے۔
مگر میں کانٹے کی نوک پر شبنم کا قطرہ بن کر رقص کرتا ہوں۔
(6)آپ کہاں ہیں کہ میں آپ کی خاطر بے حساب پارسائی کو قربان کر دوں۔
میری پرہیز گاری یہ ہے کہ میں جبہ و دستار کے ساتھ رقص کرتا ہوں۔
(7)مجھے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اتنا رقص کیوں کرتے ہوں۔
میرے راز میرے یار کے پاس ہیں ،میں ان اسرار کی وجہ سے رقص کرتا ہوں۔
(8)میں عثمان ہارونی ہوں اور شیخ منصور کا دوست ہوں۔
لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں اور میں سولی پر بھی رقص کرتا ہوں۔

(20)حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی رقص کرتے تھے اور اپنے حقیقی یار کو مناتے رہتے تھے۔پنجابی کا شعر ہے عشق دے جھلے ئی نمبر لے گئے

عقل منداں ایویں ئی عمراں گالیاں

یعنی جو عشق میں پاگل ہیں وہی نمبر لے گئے ، عقل مندوں نے تو ایسے ہی زندگیاں گلادیں ہیں۔
شاعر کہتا ہے کہ

آکھدے نے لوکی سانوں نچڑاں حرام
پر آکھدائے عشق یارو نچو صبح تے شام

ترجمہ:۔لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ ناچنا حرام ہے ،مگر عشق کہتا ہے کہ صبح و شام (محبوب حقیقی کی یاد میں)ناچتے رہو۔ نیز کہا کہ (اساں نچ نچ کے یار نوں منیدے آں) یعنی ہم ناچ ناچ کر یار کو مناتے ہیں۔

(21)حضرت میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ایک کامل ولی گزرے ہیں۔
آپ کو دن میں کئی کئی مرتبہ وجد ہوتا تھا کپڑے پھٹ جاتے مسجد کی صفیں لپٹی جاتیں آپ قبرستان کی طرف دوڑ جاتے اور کسی ٹوٹی قبر میں لیٹ جاتے ۔ایک دن وجد کی وجہ سے آپ حلوائی کے چولہے میں پڑے ہوئے تھے۔(خزینہ معرفت،تذکرہ اولیاء نقشبند ص 215)

☆معلوم ہوا کہ آگ بھی اللہ والوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

(22)میرے والد خلیفہ محمد مشتاق بخشی صاحب بتاتے ہیں کہ سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ایک فقیر پیر بخش جن کا تعلق لاڑکانہ سے تھا اور وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے لیکن محبوب حقیقی کی محبت میں مجذوب بن گئے تھے جب لنگر کیلئے آگ جلائی جاتی تو اس میں سے انگارے نکال کے ہاتھوں میں اٹھا کر گھوما کرتے تھے اور دوسرے فقراء کو کہتے کہ دیکھو میرے ہاتھ میں تو پھول ہیں ۔ دوسرے فقراء انگارے دیکھ کر دور ہٹ جاتے تھے ۔اس کے علاوہ اسٹیشن سے دربار فقیر پور شریف کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ لہذا ریل گاڑی جب درگاہ کے سامنے سے گزرتی تو چلتی ہوئی گاڑی سے چھلانگ (Jump)لگا دیتے ۔ اور فرماتے کہ ایک گدھی مجھے دربار سے آگے لی جا رہی تھی لہذا میں چھلانگ لگا کر آگیا ہوں۔یاد رہے ان فقیر کا انتقال اِسی دور میں ہوا ہے۔معلوم ہوا کہ آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جن کا آگ بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتی اور اگر عشق میں کہیں سے چھلانگ بھی لگا دیں تو بھی ان کو کچھ نہیں ہوتا۔

(23)شیخ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ حالت وجد میں گنے کے کٹے ہوئے کھیت میں دوڑ پڑے،گنے کی جڑوں سے ان کے پاؤں بالکل کٹ گئے لیکن انھیں بالکل خبر نہ ہوئی۔

(کیمیاء سعادت :ص373 زاویہ پبلشرز)

(24)حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے چند اشعار پڑھے گئے تو آپ کھڑے ہو گئے اور وجد کرنے لگے۔(عوارف المعارف .باب22ص327مدینہ پبلشنگ کراچی)

(25)مولانا بدرالدین سرہندی فرماتے ہیں کہ

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 1012ھ) اگر کسی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ لیتے تو اس پر وجدانی کیفیت طاری ہوجاتی جو لوگ اسے تماشے کیلئے دیکھنے آتے ان پر بھی یہ کیفیت طاری ہوجاتی۔(حضرات القدس:دفتر دوم:ص221)

نیز آپ کی زیارت سے ہی کافی لوگوں کو وجد آجاتا تھا(عمدۃ المقامات، الرسالۃ الغفاریہ)

(26)مولانا صاحب مزید لکھتے ہیں کہ

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو کسی جگہ بھیجا۔وہاں آپ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔آپ کی صحبت میں فقراء پر بے حد وجد طاری ہوتا تھا حالت بیخودی میں لوگ اپنے کپڑے پھاڑ دیتے اور زمین پر تڑپتے تھے تماشائیوں اور منکرین پر بھی یہ کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔(حضرات القدس:دفتر دوم:ص369)

(27)حضرت شاہ غلام حسن سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بھی لوگوں کو وجد ہوا کرتا تھا۔(عمدۃ المقامات:ص435)

(28)ایک مرتبہ شاہ غلام علی دھلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1240ھ) کا نام لیا گیا تو لوگ بے ہوش ہوگئے(مقامات مظہری:ص201)

☆معلوم ہوا کہ صرف اللہ کے ولی کا نام لینے سے بھی وجد کی کیفیت طاری ہو سکتی ہے۔

(29)شیخ الحدیث علامہ حبیب الرحمٰن گبول طاہری صاحب لکھتے ہیں کہ

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ پیر فضل علی قریشی اور حضرت پیر عبدالغفار المعروف مٹھا سائیں اور حضرت اللہ بخش المعروف پیر سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہم کے زمانہ میں بھی فقراء کو وجد ہوا کرتا تھا۔(راہ حقیقت:ص142)

(30)علامہ فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں کہ

حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ بازار سے گزر رہے تھے ایک سبزی فروش آواز دے رہا تھا کہ سوئے پالک سوکھا (یہ سبزیوں کے نام ہیں)آپ کو وجد آگیا،فراغت کے بعد آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو وجد کیوں آیا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ رہا تھا جو ایک پالک سو گیا وہ ہلاک ہوگیا۔آپ کے اس طرح کے اور بھی بہت واقعات ہیں جو میں نے ذکر سیرانی میں درج کئے ہیں (وجد صوفیاء:ص49)

☆ معلوم ہوا کہ کسی کا کلام سن کر بھی وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے جس طرح آپ کو بظاہر ایک عام بات پر بھی وجد آگیا ۔اسی طرح عاجز نے ایک فقیر کے بارے میں سنا کہ وہ کسی گاڑی میں سفر کر رہے تھے گاڑی میں گانا چل رہا تھا کہ(آئی ہے تیری یاد آئی ہے)تو اس فقیر کو یہ الفاظ سن کر وجد آگیا۔کیونکہ اس فقیر کو ان الفاظ سے اللہ کی یاد آگئی تھی۔

دارالعلوم دیوبند میں وجد

(31)اشرف علی تھانوی صاحب کے واعظ میں ان کے سامعین پر اکثر گریہ اور بعض پر وجد اس حد تک طاری ہوتا تھا کہ لوٹنے تڑپنے لگ جاتے تھے۔چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے بڑے جلسہ دستار بندی میں حضرت مولانا موصوف کے وعظ میں ایک صاحب پر اس قدر کیفیت وجد طاری ہوئی کہ وہ کسی طرح فرو(ختم)نہ ہوئی یہاں تک کہ وعظ کا مجمع درہم برہم ہوگیا اور وعظ نا تمام ہی رہا۔(اشرف السوانح ص64،اقتباس رہنمائے سالکین)

(32)نیز اس کتاب کے :ص130,131میں مولانا خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحب نے دارالعلوم کانپورکے ایک طالب علم کا واقعہ لکھا ہے کہ بوستان کے درس میں اشعار سن کر وجد میں آکر لاالہ الا اللہ کاورد کرتے ہوئے تیزی سے بھاگتے ہوئے بازار کی طرف نکل گئے جو ملتا اسے یہی کہتے یہاں تک کہ ہندوں سے بھی لاالہ الا اللہ کہلوایا۔نماز عصر کا وقت ہونے پر کہنے پر وضو تو کر لیا اور نماز کیلئے کھڑے ہو گئے لیکن نماز عجیب طرح پڑھی کہ اللہ اکبر کے بجائے آہ،آہ کہتے تھے اور بجائے تلاوت کے عشقیہ اشعار پڑھتے تھے حالانکہ اس سے قبل انھیں کبھی اشعار پڑھتے نہ سنا گیا تھا ۔اس نماز میں انہوں نے سجدے بھی بے تعداد کئے رات بھر یہی کیفیت رہی دوسرے روز جب کانپور کے درویش میاں خاکی شاہ سے کیفیت سلب کرائی گئی تو رات کو خواب میں اس طالب علم کو

رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی اور فرمایا کہ اس فقیر سے کہہ دینا کہ کیا تمہاری کم بختی آئی ہے کہ ایسی نعمت کو سلب (ختم) کرتا ہے۔(تلخیص رہنمائے سالکین)

(33)مولانا عاشق الٰہی میرٹھی صاحب نے بھی ایک واقعہ لکھا ہیں جس میں رشید احمد گنگوہی صاحب کی تقریر سن کر بہت سارے لوگوں پر عجیب و غریب کیفیت طاری ہو گی تھی تفصیلات(تذکرۃ الرشید :جز1ص250)

المختصر ایسے بیشمار واقعات کتابوں میں درج ہیں جن سے وجد اور تواجد کا ثبوت ملتا ہے۔

منقبت اور وجد؟

ہمارے بہت سارے بھائی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تلاوت اور نعت میں وجد نہیں ہوتا مگر جب مرشد کی منقبت شروع ہوتی ہے تو وجد شروع ہوجاتا ہے۔ آخر کیوں؟

جواب:۔ میرے پیارے بھائی پہلی بات تو یہ کی عرس کے موقع پر جب ختم شریف کے بعد دعا ہوتی ہے تو اس میں ہر آنکھ اشکبار ہوتی ہے یہ بھی وجد کی ایک قسم ہے اور منقبت کے علاوہ بعض فقراء کو نعت میں بھی وجد ہوتا ہے ،ہاں مگر منقبت میں زیادہ فقراء پر یہ کیفیت نظر آتی ہے۔اس کے لئے دو (2) طرح کے جواب ہیں۔

(1) بجلی جب پاور ہاؤس سے نکلتی ہے تو اس وقت 33ہزار وولٹ کی طاقت سے نکلتی ہے اور آگے چل کر 11 ہزار وولٹ ہوکر ٹرانسفارمر سے ہوتی ہوئی 220وولٹ میں تبدیل ہو کر ہمارے گھروں میں آتی ہے ۔جس سے ہمارے بلب جلتے ہیں ۔اگر ہم میں سے کسی کا ہاتھ 220وولٹ کی ننگی تار پر لگ جائے تو کیا برداشت ہو گا؟ ممکن ہے چند لمحوں کیلئے ہم برداشت کر پائیں۔لیکن اگر ہمارا ہاتھ 11 ہزار یا 33ہزار وولٹ کی تار سے لگ جائے تو برداشت کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ نا ممکن ہے۔بالکل اسی طرح مرشد کامل کا فیض اللہ تعالی اور آپ ﷺ کے فیض سے بہت کم ہوتا ہے ہم وہ ہی برداشت نہیں کرپاتے اور وجد کی حالت طاری ہو جاتی ہے ۔تو اگر اللہ تعالی یا آپ ﷺ کا فیض براہ راست (Direct) ہم پر ظاہر ہو جائے تو کس طرح برداشت کر سکیں گے۔ (اس طرح کی اور بھی بیشمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں)

(2) انسان پہلے فناء فی الشیخ کے مقام کو حاصل کرتا ہے جب یہ حاصل ہوجائے تو پھر مرشد کامل، آپ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا دیتے ہیں اور جب مسلمان فناء فی الرسول کے مقام پر پہنچتا ہے تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچا دیتے ہیں ۔پھر بندہ فناء فی اللہ کے مقام کو پا لیتا ہے۔جب تک مرشد کی محبت کامل نہیں ہو گی تب تک انسان اگلی منازل

طے نہیں کرسکتا اسلئے بعض فقراء جب مرشد کی منقبت سنتے ہیں تو مرشد کی محبت میں وجد و رقص کرنا شروع کردیتے ہیں ۔کیونکہ پیر کامل کی محبت آنحضرت ﷺ کی محبت ہے اور آپ ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔اس لئے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تصورِ شیخ اور محبت پیر کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنے اپنے مرشد کامل کے ارشادات پر عمل کرنا چاہیے اور مرشد سے محبت اور قلبی تعلق کو مضبوط بنانے کی کوشش کرنی چاہیے اور ہر اس کام سے دور رہنا چاہیے جو مرشد کو ناگوار لگتا ہو۔شاعر کہتا ہے کہ

دعا منگیا کرو سنگیو کِتے مرشد نہ رُس جاوے

جنھاں دے پیر رس جاندے اوجیوندے وی مرے رہندے

ترجمہ:۔دوستو دعا مانگا کرو کہ کہیں مرشد ناراض نہ ہو جائے جن کے پیر ناراض ہوجائیں تو وہ زندہ رہتے ہوئے بھی(روحانی طور پر) مردہ ہوتے ہیں۔

بس مرشد سے کامل محبت ،قلبی تعلق، صحبت اور دیدار میں ہی سب کچھ ہے اگر ہم سمجھیں۔تفصیلات کے لئے تصوف کی کتابیں مفید رہیں گی۔خصوصاً مرشد کامل کی ضرورت کیوں ؟ (ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

حاصل کلام

اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد ہے نہیں داد کا طالب یہ بندہ آزاد

مذکورہ بالا تمام دلائل (جو کہ قرآن ،حدیث ، فقہا ،علماء اور صوفیاء کے اقوال اور واقعات پر مشتمل ہیں) سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ حقیقی وجد اور تواجد نہ تو آج کی کوئی نئ ایجاد ہے اور نہ ہی نا جائز ہے ۔لہٰذا اہل وجد اور تواجد پر نہ تو اعتراضات کئے جائیں اور نہ ہی ان کی مخالفت کی جائے۔اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور عاجز کی اس چھوٹی سی کاوش کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو در گزر فرماتے ہوئے اسے اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے(آمین) وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

احقر العباد

محمد صدیق طاہری غفرلہ

شیخ کامل کا تعارف

اللہ رب کریم کی طرف سے انسان کی ہدایت کیلیئے دنیا کے اس چمن میں کئی مہکتے پھول انبیاء کرام کی صورت میں جلوہ گر ہوتے رہے یہاں تک کہ اس منصبِ رسالت کی آخری قندیل، حضور بنی کریم ﷺ کی صورت میں تمام عالمین کے لئے ایک تحفے کی صورت میں عطا کی گئی، جس ہستی نے نہ صرف گمراہوں کو نورِہدایت سے روشناس کرایا بلکہ تمام انسانیت تک اُس پیغام (توحید ،رسالت، معرفت الہی، امن اور اصلاح وغیرہ) کو پہنچانے کیلیئے اپنے پیارے صحابہ کرام کو منتخب فرمایا۔ اس عظیم مشن کا یہ کارواں صحابہ سے تابعین اور اِن سے تبع تابعین پھر اولیاء اللہ اور علمائے ربانیین کی سرپرستی میں اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہا جو، اب بھی جاری وساری ہے اور قیامت تک رہے گا۔ اللہ کے ان نیک بندوں نے وہ عظیم کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ آج بھی دنیا حیران ہے۔

ہر دور کی طرح اِس دور میں بھی کئی اولیاء کرام موجود ہیں، جو نہ صرف غیر مسلموں تک اسلام کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہیں بلکہ مسلمانوں کی اصلاح اور اتحاد کیلیئے بھی سرگرم عمل ہیں۔ انہی میں سے ایک شخصیت سندھ کے مشہور پیر کامل خواجہ محمد طاہر المعروف سجن سائیں مدظلہ العالی کی بھی ہے۔ یہ وہ ہستی ہیں جو نہ صرف اپنی ذات میں انجمن ہیں بلکہ کئی دھڑکتے دلوں کا چین و قرار بھی۔۔۔۔ جو نہ صرف شریعت کے عالم وعامل ہیں بلکہ طریقت کی منازل سے آشنا بھی۔۔۔۔ جو نہ صرف ظاہری حسین ہیں بلکہ باطنی جمیل بھی۔۔۔۔ جو نہ صرف دنیا سے واقف ہیں بلکہ دلوں کے رازوں سے آگاہ بھی۔۔۔۔ جو نہ صرف ایک روحانی قائد ہیں بلکہ ایک کامیاب تاجر اور بزنس مین بھی۔۔۔۔ جنکا ظاہر باخلق اور باطن باخدا بھی۔۔۔۔ عزت، شہرت اور دولت ہونے کے باوجود عاجزی کا پیکر بھی۔۔۔۔ جنکی چال، جنکی ڈھال، جن کی گفتگو ہی نرالی ہے۔۔۔۔ جنکا نورانی اور حَسین چہرہ دل کو نہ صرف موہ لیتا ہے بلکہ اللہ کی یاد بھی دلاتا ہے۔۔۔۔

جنکا پیغام محبت کا ہے: اللہ رب کریم سے محبت ، آقا ﷺ سے محبت ، والدین سے محبت، مرشد سے محبت، خلق خدا سے محبت، انسان سے محبت، مسلمان سے محبت اور خود سے محبت۔۔

جنکا درس: فرائض کی پابندی، رضائے الٰہی، اتباعِ سنت، تزکیہ، ذکر قلبی، مراقبہ، پیدائش کا مقصد، انسان کی حقیقت، حقوق العباد ، عاجزی، دردِ دل، خدمتِ خلق، صحت وصفائی کے اصول ، آلودگی سے پاک ماحول، حصولِ علم، محنت، مثبت سوچ ، تجارت، برداشت، قانون کا احترام، محاسبہ ، تبلیغ، سائنسی علوم سے استفادہ، مایوسی سے اجتناب، موت کی یاد اور اللہ کی رضا اور دیدار کی طلب۔

جنکی صحبت میں آنے سے کئی خوش نصیبوں کی نہ صرف سوچ و فکر میں انقلاب آیا بلکہ وہ اپنا رہن سہن، گفتار اور کردار بھی اسلام کے سانچے میں ڈھال چکے ہیں اور اب دوسروں کی اصلاح کے لئے میدانِ عمل میں سرگرم ہیں۔۔۔ خود نہ تھے جو راہ پر، اوروں کے حادی بن گئے۔۔۔

المختصر آپ کو بھی دعوت دی جاتی ہے کہ خود اپنی آنکھوں سے اِس ولی کامل کا نہ صرف دیدار کریں بلکہ گفتگو سے بھی مستفیض ہوں، پھر اپنے دل سے سوال کریں کہ وہ کیا کہتا ہے؟ مزید معلومات کیلئے:

www.Zikar.com　www.Rtjpak.org　www.alislahnetwork.com/ Islah TV

اقتباس از کتاب: ذکر قلبی

فرمان حضور قبلہ عالم محبوب سجن سائیں مدظلہ العالی

اپنے دل کو جگائیں، یہ بنیادی چیز ہے، اس سے آپ کی زندگی بدل جائے گی، آپ کی سوچ بدل جائے گی، آپ کے اندر انکساری اور تواضع پیدا ہو گا، آپ کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو گی۔ آپ کو تاکید کی جاتی ہے کہ ذکر کرو، ذکر کرو، ذکر کرو ، کثرت سے ذکر کرو ۔ (مرکز ٹول پلازہ کراچی)

کتابیات

نام کتاب	مصنف / مؤلف / مرتب / مترجم	ناشر
القرآن الکریم		

کتب تفاسیر

نام کتاب	مصنف / مؤلف / مرتب / مترجم	ناشر
تفسیرعبد الرزاق	أبوبکر عبد الرزاق بن همام الصنعانی (المتوفی: 211ھ)	دار الکتب العلمیة — بیروت
تفسیر کبیر	علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 606ھ)	دار إحیاء التراث العربی — بیروت
تفسیر ابن کثیر	اسماعیل بن عمر بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 774ھ)	دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت
الدر المنثور	امام عبد الرحمن، جلال الدین السیوطی (المتوفی: 911ھ)	دار الفکر — بیروت
روح البیان	حضرت علامہ اسماعیل حقی بروسوی (المتوفی: 1133ھ)	دار الفکر — بیروت
تفسیر مظہری	قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی، نقشبندی (المتوفی: 1225ھ)	مکتبة الرشدیة — الباکستان
تفسیر روح المعانی	شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الآلوسی (المتوفی: 1270ھ)	دار الکتب العلمیة — بیروت
تفسیر نعیمی	علامہ نعیم الدین مراد آبادی (المتوفی: 1268ھ)	
تفسیر ضیاء القرآن	علامہ پیر کرم شاہ الازہری	ضیاء القرآن پبلشرز کراچی
حاشیہ جلالین کلاں		قدیمی کتب خانہ کراچی

کتب احادیث

نام کتاب	مصنف / مؤلف / مرتب / مترجم	ناشر
مسند احمد بن حنبل	امام أبوعبد اللہ أحمد بن محمد الشیبانی (المتوفی: 241ھ)	مؤسسة الرسالة
صحیح البخاری	امام محمد بن إسماعیل أبوعبد اللہ البخاری (المتوفی: 256ھ)	دار طوق النجاة
صحیح مسلم	امام مسلم بن الحجاج القشیری (المتوفی: 261ھ)	دار إحیاء التراث العربی۔ بیروت
سنن أبی داود	امام أبو داود سلیمان بن الأشعث سجستانی (المتوفی: 275ھ)	المکتبة العصریة، صیدا۔ بیروت
مسند البزار	امام أبوبکر أحمد بن عمرو المعروف بالبزار (المتوفی: 292ھ)	مکتبة العلوم والحکم۔ المدینة المنورة
سنن الترمذی	امام محمد بن عیسی الترمذی، أبوعیسی (المتوفی: 279ھ)	مصطفی البابی الحلبی — مصر
السنن الکبری	امام أبوعبد الرحمن أحمد الخراسانی (المتوفی: 303ھ)	مؤسسة الرسالة — بیروت
مسند أبی یعلی	امام أبویعلی أحمد بن علی الموصلی (المتوفی: 307ھ)	دار المأمون للتراث — دمشق

مستخرج أبي عوانة	امام أبوعوانة يعقوب بن إسحاق النيسابوری (المتوفى: 316ھ)	دار المعرفة—بيروت
صحيح ابن حبان	امام محمد بن حبان، الدارمی، البُستی (المتوفى: 354ھ)	مؤسسة الرسالة—بيروت
كتاب الفوائد (الغيلانيات)	امام أبوبكر محمد بن عبد الله البزَّاز (المتوفى: 354ھ)	دار ابن الجوزی—الرياض
المعجم الكبير	امام سليمان بن أحمد الطبرانی (المتوفى: 360ھ)	مكتبة ابن تيمية—القاهرة
المعجم الأوسط	امام سليمان بن أحمد، أبو القاسم الطبرانی (المتوفى: 360ھ)	دار الحرمين—القاهرة
المعجم لابن المقرئ	امام أبوبكر محمد بن إبراهيم، ابن المقرئ (المتوفى: 381ھ)	مكتبة الرشد، الرياض
الترغيب	امام أبوحفص عمر بن أحمد، ابن شاهين (المتوفى: 385ھ)	دار الكتب العلمية، بيروت
المستدرك على الصحيحين	امام أبوعبد الله الحاكم محمد بن عبد الله (المتوفى: 405ھ)	دار الكتب العلمية—بيروت
كرامات الأولياء	امام أبو القاسم هبة الله، الالكائی (المتوفى: 418ھ)	دار طيبة—السعودية
حلية الأولياء	امام أبونعيم أحمد بن عبد الله الأصبهانی (المتوفى: 430ھ)	السعادة - بجوار محافظة مصر
شعب الإيمان	امام أحمد، الخراسانی، أبوبكر البيهقی (المتوفى: 458ھ)	مكتبة الرشد بالرياض
السنن الكبری	امام أحمد بن الحسين، أبوبكر البيهقی (المتوفى: 458ھ)	دار الكتب العلمية، بيروت
الآداب للبيهقی	امام أحمد، الخراسانی، أبوبكر البيهقی (المتوفى: 458ھ)	مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت
الفردوس	امام شيرويه، أبو شجاع الديلمیّ (المتوفى: 509ھ)	دار الكتب العلمية—بيروت
شرح السنة	امام محيی السنة، أبومحمد الشافعی (المتوفى: 516ھ)	المكتب الإسلامی - دمشق، بيروت
الأحاديث المختارة	امام أبوعبد الله محمد المقدسی (المتوفى: 643ھ)	دار خضر، بيروت—لبنان
الترغيب والترهيب	امام عبد العظيم بن عبد القوی المنذری (المتوفى: 656ھ)	دار الكتب العلمية—بيروت
جامع العلوم والحكم	امام عبد الرحمن بن أحمد، الحنبلی (المتوفى: 795ھ)	مؤسسة الرسالة—بيروت
عمدة القاری	امام محمود بن أحمد بدر الدين العينی (المتوفى: 855ھ)	دار إحياء التراث العربی—بيروت

كتب التصوف

كشف المحجوب	شيخ ابو الحسن داتا گنج بخش علی هجويری (المتوفى 470ھ)	مكتبہ اسلاميہ
منازل السائرين	ابی اسماعيل عبد الله الانصاری الهروی (المتوفى: 481ھ)	
احياء العلوم	امام محمد بن محمد بن محمد غزالی (المتوفى: 505ھ)	
كيمياء سعادت	امام محمد بن محمد بن محمد غزالی (المتوفى: 505ھ)	زاويہ پبلشر لاهور
فتوح الغيب	محی الدين شيخ عبد القادر جيلانی (المتوفى: 561ھ)	

عوارف المعارف	شیخ شھاب الدین عمر سھروردی (المتوفی: 632ھ)	مدینہ پبلشنگ کراچی
مثنوی شریف	مولانا جلال الدین رومی (المتوفی: 672ھ)	
بزم اولیاء	امام عبد اللہ بن اسعد یافعی (المتوفی: 768ھ)	مکتبہ زاویہ لاھور
مکتوبات	شیخ مجدد الف ثانی، احمد سرھندی (المتوفی 1034ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
اخبار الاخیار	شیخ عبد الحق محدث دھلوی (المتوفی 1052ھ)	
فقه و تصوف	شیخ عبد الحق دھلوی مترجم عبد الحکیم شرف قادری	مکتبہ قادریہ لاھور
مکاتیب شریفه	حضرت شاہ غلام علی دھلوی (المتوفی 1240ھ)	
قطب الارشاد	حضرت عارف باللہ علامہ فقیر اللہ صاحب حنفی	
الرسالة الغفاریه	حضرت مولانا محمد صالح صاحب	مطبع عثمانی بھیم پورہ
مھر منیر	علامہ فیض احمد فیض	پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لاھور
راہ و رسم منزل ھا	علامہ پیر سید نصیر الدین نصیرؔ گولڑوی صاحب	مھریہ نصیریہ پبلشرز
وجد صوفیاء کا جواز	علامہ فیض احمد اویسی صاحب (المتوفی 2011ھ)	سیرانی کتب خانہ بھاولپور
تصوف و طریقت	حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری صاحب	قادریہ پبلشرز کراچی
فضیلت الذاکرین	حضرت علامہ مفتی محمد غلام فرید ھزاروی	
مرشد کامل کی ضرورت کیوں	علامہ حافظ نذیر احمد سیفی صاحب	ضیاء القرآن پبلشرز کراچی
جلوہ گاہ دوست	خواجہ محمد طاھر بخشی عباسی نقشبندی	ادارۃ المعرفۃ اللہ آباد سندہ
راہ حقیقت	علامہ حبیب الرحمٰن گبول طاھری صاحب	ادارۃ المعرفۃ اللہ آباد سندہ
تبیۃ المنکرین	علامہ عبد الحق آف مانکی شریف (المتوفی 1347ھ)	جامعہ قادریہ مردان
مخزن طریقت	علامہ مولانا محمد ظفر عباس محمدی سیفی صاحب	مکتبہ محمدیہ سیفیہ لاھور
تحفة الاحباء	علامہ سید عبد الحق حنفی ترمذی سیفی صاحب	جامعہ امام ربانی، کراچی
رھنماء سالکین	مولانا حاجی عبد الشکور صاحب	
التکشف	مولانا اشرف علی تھانوی صاحب (متوفی 1332ھ)	یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور
شریعت و طریقت	مولانا اشرف علی تھانوی صاحب	ادارہ اسلامیات پبلشرز

کتب الفتاوٰی

مجموع الفتاوی	تقی الدین احمد ابن تیمیہ(المتوفی728ھ)	مجمع الملك فهد۔ السعودية
الفتاوی الکبرٰی	تقی الدین احمد ابن تیمیہ(المتوفی728ھ)	دار الکتب العلمية ، بيروت
فتاوٰی تاتار خانیہ	علامہ عالم بن العلاء الانصاری الدھلوی(متوفی786ھ)	
الحاوی للفتاوی	امام عبد الرحمن بن أبی بکر، السیوطی (المتوفی: 911ھ)	دار الفکر، بیروت۔لبنان
فتاوی حدیثیہ مصریہ	شیخ الاسلام احمد بن محمد ھیتمی (المتوفی 974ھ)	
وجیز الصراط	امام احمد بن ابی سعید المعروف ملّا جیون(المتوفی 1130ھ)	
حاشية الطحطاوی	امام أحمد بن محمد الطحطاوی الحنفی ۔(المتوفی 1231ھ)	دار الکتب العلمية ، بيروت
فتاوی شامی	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی (المتوفی 1252ھ)	
رد المحتار	امام ابن عابدین، محمد أمین الحنفی (المتوفی: 1252ھ)	دار الفکر۔بیروت
فتوی تنقیح حامدیہ	علامہ حامد بن علی بن عبد الرحمٰن آفندی عمادی حنفی	
فتاوٰی رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی(المتوفی 1340ھ)	رضا فاؤنڈیشن لاھور
فقہ علی مذاھب اربعہ	علامہ عبد الرحمٰن جزیری رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 1360ھ)	
فتاوی امجدیہ	مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 1368ھ)	
فتاوی خیریہ	علامہ خیر الدین رملی	
فتاوٰی قاسمیہ	حضرت قبلہ مفتی محمد قاسم مشوری	
تنویر الفتاوی	حضرت علامہ مفتی منور حسین شاہ سواتی صاحب	ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشنز کراچی
فتاوی رشیدیہ	مولانا رشید احمد گنگوھی صاحب	محمد علی کارخانہ اسلامی کتب کراچی
امداد الفتاوی	مولانا اشرف علی تھانوی صاحب	دار العلوم کراچی
فتاوی دیوبند	مولانا مفتی فرید صاحب	دار العلوم صدیقیہ ضلع صوابی

کتب متفرقہ

الرقة والبکاء	امام أبو محمد عبد اللہ بن المقدسی الحنبلی، (المتوفی: 620ھ)	دار القلم، دمشق۔
حدیقۃ الندیہ	علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی (المتوفی 1141ھ)	

مقامات مظہری	حضرت شاہ غلام علی دھلوی (متوفی 1240ھ)	
رشحات	شیخ فخر الدین علی بن حسین المشھور واعظ کاشفی	
انوار قدسیہ	حضرت علامہ عبد الوھاب شعرانی	
حضرات القدس	مولانا بدر الدین سرھندی	
کلیاتِ اقبال	ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1938ء)	
ولیوں کے حالات	عبد الرحمٰن شوق (امرتسری)	میر محمد کتب خانہ کراچی
اولیاء ملتان	بشیر حسین ناظم، ایم۔ اے	سنگ میل پبلیکیشنز
الفت جو آواز	حضرت علامہ پیر کرم اللہ المعروف دلبر سائیں	
گفتگو	واصف علی واصفؔ صاحب	کاشف پبلیکیشنز
امداد المشتاق	مولانا اشرف علی تھانوی صاحب	مکتبہ اسلامیہ لاھور
تبلیغی نصاب	علامہ زکریا صاحب	
کمال الشیم	مترجم خلیل احمد سھارنپوری	
تذکرۃ الرشید	مولانا عاشق الھی میرٹھی صاحب	مکتبہ بحر العلوم
رسالہ الظاھر		مکتبہ تھانوی الابقاء کراچی

مصنف کا تعارف

محمد صدیق طاہری صاحب جامعہ علیمیہ اسلامیہ (اسلامک سینٹر) اور کراچی یونیورسٹی کے ایک طالب علم ہونے کے ساتھ ساتھ جدید وقدیم علوم کے حصول کے لئے کوشاں ہیں، اصلاحی اور فکری ذہنیت کے حامل ہیں۔ اسلام کو جدید انداز میں لوگوں تک پہنچانے کا عزم رکھتے ہیں، انہیں تصوف سے بھی خاصہ لگاؤ ہے نیز مستقبل میں پی ایچ ڈی کرنے کا بھی سوچ رکھا ہے اور ٹیچنگ فیلڈ میں جانا چاہتے ہیں۔ تقریر و تصنیف اور کاؤنسلنگ کا شوق بچپن سے ہی ان کی شخصیت میں موجود ہے۔ موصوف رسالہ راہ علم وعمل کے چیف ایڈیٹر بھی ہیں، جبکہ سیر و سیاحت بھی ان کا ایک مشغلہ ہے۔ بہر کیف یہ کتاب (وجد اور تواجد) ان کی پہلی تصنیف تھی اور بہت ہی مدلل اور جدید انداز میں لکھی گئی کتاب ہے جو کہ انہوں نے آج سے تقریباً پانچ سال قبل (2012 میں) لکھی تھی جب کہ اس وقت موصوف جامعہ علیمیہ اسلامیہ میں 1st year کے طالب علم تھے۔ اس کتاب کو عام لوگوں کے علاوہ بہت سے اہل علم نے بھی سراہا ہے۔ اب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن تصحیح اور اضافے کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ مؤلف کی دوسری کتاب "ذکر قلبی" بھی تیسری مرتبہ شائع ہو رہی ہے۔ نیز تیسری تصنیف "تربیت والدین" کچھ عرصے بعد منظر عام پر آنے والی ہے۔ اللہ رب کریم انہیں اسی طرح مخلص ہو کر دین متین کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور دین اسلام کے لئے انہیں قبول فرمائے۔ آمین

ہماری دیگر کتب